فرمانِ نبوی ﷺ:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ

خطباتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

تالیف

حسین احمد توحیدی

امام اللہ والی مسجد

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

فرمانِ نبوی ﷺ: اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ

خطبات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

تالیف
حسین احمد توحیدی
امام اللہ والی مسجد

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : جنوری ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 168 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

...... ملنے کے پتے ......

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿جدہ میں ملنے کا پتہ﴾ مرکز عبداللہ بن مسعود لتحفیظ القرآن الکریم۔ العزیزیۃ، جدۃ فون نمبر: 009662 2871522

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
London
Tel : 020 8911 9797, Fax : 020 8911 8999
Email : sales@azharacademy.com,
Website : www.azharacademy.com

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

انتساب

میں اپنی چھوٹی سی کاوش ''خطبات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' کو اس ہستی کے نام موسوم کرتا ہوں جنہوں نے عقیدۂ تحفظ ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جیل کی سلاخوں کو چوما۔

کبھی ہوئی مرتب جو خلوص کی تاریخ
لکھیں گے لوگ صفحۂ اول پہ نام آپ کا

اور زندگی کی آخری سانسوں تک مدرسہ قاسم العلوم نعمان پورہ باغ آزاد کشمیر میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس سے میری مراد میرے ابّا جی والد ماجد حضرت مولانا عبدالرحیم مرحوم و مغفور ہیں۔

کس کس کمال کا اب کوئی تذکرہ کرے
ان کے ہر کمال میں لاکھوں کمال ہیں

اے اللہ! والد ماجد اور تمام مسلمان مرحومین کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرما۔

از: حسین احمد توحیدی

تقریظ و پسند فرمودہ

حجۃ الاسلام امام اہلسنت مناظر اسلام شیخ الحدیث

حضرت اقدس علامہ **علی شیر حیدری** دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ حیدریہ انوار الھدیٰ خیر پور سندھ

تاریخ ۲۱/۸/۱۴۲۸ھ

عزیز محترم حضرت مولانا حسین احمد حیدری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نے محنت سے خطبات صحابہ کرامؓ جمع فرما کر ایک قابل قدر کاوش

فرمائی ہے کتاب کی اہمیت نام اور مواد سے ظاہر ہے۔

مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو

نفع کا عام و تام فرمائے آمین

جتنی بھی کوشش کی جائے ترجمہ میں اصل بات کا حق ادا نہیں ہو سکتا

اور پھر یہاں تو عربی کے مقابلہ میں اردو کی تنگ دامنی ویسے ہی ظاہر ہے

اصل خطبات کا لطف تو عربی جاننے پر ہی موقوف ہے لیکن ما لا یدرک

کلہ لا یترک کلہ کے پیش نظر ترجمہ بھی فائدہ سے

خالی نہیں بلکہ بہت شیریں ذخیرہ ہے ہاں اگر کوئی سقم نظر آئے

تو وہ یقیناً ہماری طرف سے ہے نہ کہ ان خطبات کی طرف سے جن کی تصدیق

تطبیق و توثیق ہر کلام خدا و رسول کرتا ہے ۔ والسلام

خاکپائے اصلاح علی شیر حیدری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فہرست مضامین

تقریظ

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

Muhammad Hanif Jalandhary

- President: Jamia Khair-ul-Madaris Multan, Pakistan
- Sec. General: Wifaq-ul-Madaris-al-Arabia Pakistan
- Sec. Coordination: Ittihad Tanzimat Madaris-e-Deenia Pakistan
- Chairman: Punjab Quran Board, Govt. Punjab.
- Editor In-chief: Monthly "Al-KHAIR" Multan
- Chairman: Al-Khair Public School Multan

محمد حنیف جالندھری

- صدر ——— جامعہ خیر المدارس ملتان
- ناظم اعلیٰ ——— وفاق المدارس العربیہ پاکستان
- رابطہ سیکرٹری ——— اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان
- چیئرمین ——— پنجاب قرآن بورڈ پاکستان
- چیئرمین ——— الخیر پبلک سکول ملتان
- مدیر اعلیٰ ——— ماہنامہ الخیر ملتان

Ref No. 233 　　　　 Date 19-12-07

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیادت، قیادت اور افضل وخیر اُمت ہونے پر پوری اُمت کا اجماع واتفاق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”میری اُمت کا بہترین طبقہ وہ ہے جس میں، میں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ جو اُن کے بعد ہوں گے، پھر وہ جو اُن کے بعد ہوں گے، پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کھانے میں توسّع کے دلدادہ ہوں گے۔ گواہی طلب کئے جانے سے پہلے گواہ بنتے پھریں گے۔“ (مسلم، عن ابی ہریرہؓ)

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں ﴿ **خیر امتی القرن الذی بعثت فیه ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یخلف قوم یحبون السمانة یشهدون قبل ان یستشهدوا** ﴾

صحابہ کرامؓ کے بعد پیدا ہونے والا کوئی شخص اپنی بے شمار حسنات کے باوجود کسی ادنیٰ صحابیؓ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا، اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کا پیمانہ صحابیؓ اور غیر صحابی کے لئے یکساں نہیں۔ وہ حضرات صحبتِ نبوت اور اخلاصِ کامل کی بناء پر اس مقام پر فائز تھے کہ اُن کا معمولی عمل بھی دوسرے لوگوں کی سالہا سال کی عبادت پر بھاری تھا۔ ارشاد گرامی ہے: **لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیده لو ان احدنا انفق مثل احد ذهبا مابلغ مداحدهم ولانصیفه** (مسلم، عن ابی ہریرہؓ) میرے صحابہؓ کو بُرا بھلامت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر کوئی اور شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ (اجر وثواب میں) صحابہ کرامؓ کے مٹھی بھر جَو تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔

حضرات صحابہ کرامؓ سے محبت وعقیدت، ایمان کی علامت اور اُن کی شان میں بے اَدبی وگستاخی کفر ونفاق ہے۔ امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے صحیح سند سے نقل فرمایا ہے ﴿ **حبهم ایمان و بغضهم نفاق** ﴾ صحابہؓ سے محبت ایمان ہے اور اُن سے بغض نفاق ہے۔

صحابہ کرامؓ کی شان میں کمی اور بے اَدبی کرنے والوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿ **فلاتجالسوهم ولاتشاربوهم ولا تواکلوهم ولاتناکحوهم** ﴾ ایسے لوگوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرو، نہ اُن کے ساتھ مل کر کھاؤ

اور پیئو اور نہ اُن سے رشتہ ناتہ کرو۔

اور یہ بھی ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتدا کرو گے راہ پا جاؤ گے۔"
﴿اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم﴾ (مشکوٰۃ)

اس لئے حضرات صحابہ کرامؓ کے اقوال، اعمال، افعال پوری اُمت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

محترم جناب مولانا حسین احمد توحیدی صاحب نے حضرات صحابہ کرامؓ کے خطبات پر مشتمل مجموعہ کو مرتب فرما کر ایک قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے اور صحابہ کرامؓ سے محبت وعقیدت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

حضرات خلفاء راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے یہ خطبات مختصر مگر رُشد وہدایت کا خزینہ اور علم وحکمت کا گنجینہ ہیں۔ بعض خطبات چند جملوں پر مشتمل ہیں لیکن یہی چند جملے زندگی کا رخ بدلنے کے لئے کافی ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس تالیف کو تمام مسلمانوں کے لئے نافع اور ذریعہ ہدایت بنائیں اور ہم سب کا قیامت کے دِن صحابہ کرامؓ کے غلاموں میں حشر فرمائیں۔

آمین

میں اس لئے مرتا ہوں ناموسِ صحابہؓ پر
کہ اِک دِن اس شفیعِ عاصیاںؐ تک بات پہنچے گی

[signature]

۸/۱۲/۱۴۲۸ھ
۱۹/۱۲/۲۰۰۷ء

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

مقدمہ

تمام تر حمد وستائش اس ذاتِ عالی کے لئے ہے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسے نفوسِ مقدسہ عطا فرمائے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس، مطہر اور پاکیزہ شخصیات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس وظلِ کامل اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ سلم کے لئے بہترین انتخاب ہیں جنہوں نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت سہارا دیا جس وقت ان کا ماننے والا دنیا میں کوئی نہ تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کی دعوت کو قبول کیا اور اس کی اشاعت اور نفاذ کے لئے اپنا تن، من، دھن سب کچھ لٹا دیا، راہ خدا میں بڑی تکالیف اٹھائیں، گھر بار چھوڑا، جسمانی اور روحانی اذیتیں برداشت کیں، اپنی جان، مال، اولاد کی پرواہ نہ کی ایسی ایسی قربانیاں دیں جن کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست ان کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ فرمایا، تورات وانجیل میں ان کی مثال دی گئی، قرآن مقدس میں ساڑھے سات سو سے زائد مرتبہ ان کا ذکر خود حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ان کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی قسمیں رب کریم نے قرآن میں کھائیں۔ صحابۂ کرامؓ امت محمدیہ کے لئے معیار ونمونہ اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے اپنی رضا وخوشنودی کا اعلان مختلف مقامات پر فرما چکے اور انہیں اپنی نعمتوں ورحمتوں سے پُر جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے قیام کی بشارت سنا چکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مبارکہ میں جابجا ان کی تعریف وتوصیف فرمائی۔ صحابہؓ کی نورانی صحبت کی برکت سے تابعین اور تابعین کی صحبت کی برکت سے تبع

تبعین کا وجود امتِ مرحومہ کے لئے باعثِ خیر و برکت رہا۔ دنیا کے سارے اولیاء، اتقیاء، اصفیاء اور ائمہ مل کر کسی بھی ایک صحابیؓ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ ہر صحابیؓ اعلیٰ ہے کیونکہ جس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر پر ساری زندگی مکھی نہیں بیٹھ سکی بھلا اس کا کوئی صحابی کیسے کم درجہ ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی وجہ سے جب نبوت کا دروازہ بند ہو چکا تو دروازۂ صحابیت بھی بند ہو چکا۔ قیامت تک دوبارہ کوئی صحابیؓ پیدا نہیں ہو سکتا اور جس طرح نبوت کا دعویٰ کرنے والا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اسی طرح صحابیت کا دعویٰ کرنے والا بھی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت، رفعت، مقام و مرتبہ کو دیکھنا ہو تو صرف قرآن کریم یا پھر فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا جائے۔ تاریخ کے چند بے ربط و بے معنی اور رطب و یابس کے مجموعہ اور دشمنانِ صحابہ کے گمراہانہ نظریات و باطل تاویلات سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ہرگز نہیں پرکھا جا سکتا۔ سوچو تو سہی بھلا سونا بھی لکڑی کے ٹال میں تولا گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذرہ برابر توہین و تنقیص اور بے اعتقادی دینِ اسلام کی عمارت کے متزلزل ہونے اور ایمان کے خاتمہ کا سبب ہے

ایک گروہ تو توہینِ صحابہ کو عبادت سمجھتا ہے جبکہ دوسرا گروہ تاریخی ضرورت سمجھ کر گمراہ ہو بیٹھتا ہے۔ استغفر اللہ لاحول و لا قوہ الا باللہ

نہ تم انکار حق کرتے نہ ہم تردید یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ گمراہ تم کبھی ہوتے

میں جانتا تھا کہ جبینوں پر بل تو پڑیں گے
قلم کا تو قرض تھا آخر ادا تو ہونا تھا

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے دلائل تو بے شمار ہیں مگر عقیدہ دلائل کا محتاج نہیں ہوتا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے بنیادی عقائد کا حصہ ہیں۔ ان پاکباز مطہر حضرات کے فضائل ومناقب کو سامنے رکھتے ہوئے اس ناکارہ اور عاصی کی مدت دراز سے یہ آرزو اور تڑپ تھی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر میں بھی کوئی رسالہ تالیف کروں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بارگاہ عالیہ تک رسائی کا ذریعہ بناؤں مگر اس خیال سے بہت ہی شرم آتی تھی کہ اس موضوع پر تو علماء کرام خصوصاً اکابر علمائے دیوبند کے بے شمار دیوان بڑی ضخیم کتب کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ایسی صورت حال میں مجھ گناہ گار کی لکھی ہوئی کتاب کی کیا حیثیت ہوگی چنانچہ اس کی ابتداء اس طرح ہوئی۔

کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
ابتداء کرنا ہے مشکل انتہا مشکل نہیں

محض حق تعالیٰ کا احسان عظیم ہوا کہ غیب سے دستگیری فرماتے ہوئے راستہ کی سمت کا تعین بھی ہوا اور اس طرح سے یہ دیرینہ آرزو پوری ہوتی ہوئی نظر آئی کہ رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب حیاۃ الصحابہؓ جو کہ عربی زبان میں ہے جس کی بڑی ضخیم تین جلدیں ہیں اور بہت زبانوں میں اس کے تراجم بھی ہوئے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان میں اردو تراجم جن میں سے ایک ترجمہ رائے ونڈ میں مقیم حضرت مولانا محمد احسان الحق مدظلہ کا بڑا مقبول ہے۔

زیر نظر کتاب خطبات صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی کا حصہ ہے۔ ہاں بعض مقامات پر تاریخ طبری، سیرت حلبیہ، سیر الصحابہ، حلیۃ الاولیاء وغیرہ سے بھی رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور خطبات کو الگ الگ کر کے تقریباً ہر خطبہ کا نیا عنوان ترتیب دیا گیا ہے تاکہ خطبہ کے موضوع کو آسانی سے دیکھا جاسکے اور تفہیم خطبہ میں بھی آسانی رہے۔ کتاب کے آخر میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ضروری عقائد جو مسلمانوں کے لئے لازم ہیں کو درج کیا گیا ہے جو امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی (لکھنوی) رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب سیرت خلفائے راشدین سے ماخوذ ہیں۔

یہ ناکارہ اور عاصی علم وعمل سے تہی دامن، ہاں! مگر نامہ اعمال میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق وعقیدت اور محبت کے سوا کچھ نہیں۔ شاید اس دولت عظمیٰ سے مغفرت اور بخشش کردی جائے۔

احب الصالحین ولست منهم
لعل الله ترزقني صلاحاً

آخر میں التجا ہے رب ذوالمنن سے کہ وہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سچی محبت عطاء فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس چھوٹی سی محنت کو قبولیت کا درجہ عطا فرمادیں۔ آمین

دانا کو اک حرف نصیحت ہی ہے کافی
نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه وازواجه
وذرياته اجمعين.

ابو محمد حسین احمد توحیدی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ذی الحج ۱۴۲۸ھ

خطباتِ امیرالمؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں تو عام انسان ہوں:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں میں خطاب فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''امّا بعد! اے لوگو مجھے آپ لوگوں کا ذمّہ دار بنایا گیا ہے، حالانکہ میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں اور اب قرآن نازل ہو چکا ہے اور حضور ﷺ سنتیں بیان فرما چکے ہیں اور آپؐ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ سب سے بڑی عقلمندی تقویٰ ہے اور سب سے بڑی حماقت فسق وفجور ہے اور جو تم لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہے (اور وہ طاقت کے زور سے کمزوروں کے حق دبالیتا ہے) وہ میرے نزدیک کمزور ہے میں کمزور کو اُس طاقتور سے اُس کا حق دِلوا کر رہوں گا اور جو تم میں سب سے زیادہ کمزور ہے (جس کے حق طاقتوروں نے دبا رکھے ہیں) وہ میرے نزدیک طاقتور ہے میں اُس کا حق طاقتوروں سے ضرور لے کر دوں گا۔

اے لوگو! میں تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتّباع کرنے والا ہوں اور اپنی طرف سے گھڑی ہوئی باتیں کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو آپ لوگ ان میں میری مدد کریں اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کردیں۔ میں اپنی بات اسی پر ختم کرتا ہوں اور اپنے لئے اور آپ لوگوں کے لئے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔''

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت ہوگئی تو وہ منبر پر تشریف لے گئے اور منبر پر جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اُس سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا:

''اے لوگو! اچھی طرح سے سمجھ لو کہ سب سے بڑی عقلمندی......

اس کے بعد پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور آخر میں اس مضمون کا اضافہ یہ کیا ہے کہ:

''اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ (اللہ کی طرف سے) کیا جائے اور جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دے گی اُن پر اللہ تعالیٰ فقر مُسلط کر دیں گے اور جس قوم میں بے حیائی عام ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اُن سب پر مُصیبت بھیجیں گے۔

لہٰذا جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں تم لوگ میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو پھر میری اطاعت تمہارے ذمہ نہیں ہے۔ میں اپنی بات اِس پر ختم کرتا ہوں اور اپنے لئے اور آپ لوگوں کے لئے اللہ سے اِستغفار کرتا ہوں۔'' (کنزالعمال جلد۳ صفحہ ۱۲۵)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ پچھلی حدیث کا کچھ مضمون ذکر کرتے ہیں اور یہ جو حضرت ابوبکرؓ کا ارشاد ہے کہ

''سب سے بڑی حماقت فسق وفجور ہے۔'' اس کے بعد یہ اضافہ کرتے ہیں۔

''غور سے سنو! میرے نزدیک سچ بولنا امانتداری ہے اور جھوٹ بولنا خیانت ہے۔''

اور اسی طرح حضرت حسنؒ نے حضرت ابوبکرؓ کے فرمان کہ میں آپ لوگوں سے بہتر

نہیں ہوں کے بعد یہ کہا کہ:

''اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ ان سب سے بہتر تھے اور اس بات میں کوئی ان سے مزاحمت کرنے والا نہیں تھا لیکن مؤمن آدمی یوں ہی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔''

اس کے بعد حضرت حسنؒ نے یہ بھی نقل کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ:

''میری تو دلی تمنا ہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی آدمی اِس خلافت کا بوجھ اُٹھا لیتا اور میں اس ذمہ داری سے بچ جاتا۔''

حضرت حسنؒ کہتے ہیں ''اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ نے یہ تمنا والی بات سچے دل سے کہی تھی (وہ واقعی خلیفہ نہیں بننا چاہتے تھے) پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

''اگر تم لوگ یوں چاہو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے سے اپنے نبی ﷺ کو سیدھے راستے پر لے آیا کرتے تھے اسی طرح مجھے بھی لے آیا کریں یہ بات تو مجھے حاصل نہیں ہے میں تو عام انسان ہی ہوں، اس لئے تم لوگ میری نگرانی رکھو۔'' (بیہقی جلد۶ صفحہ ۳۵۳)

مجھے خلافت کی خواہش نہیں تھی:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک مرتبہ خطاب کیا اور ارشاد فرمایا:

''غور سے سنو! اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں میں سب سے بہتر نہیں ہوں اور میں اپنے لئے اس مقامِ خلافت کو پسند نہیں کرتا تھا مجھے اس کی خواہش نہیں تھی بلکہ میری خواہش تھی کہ آپ لوگوں میں سے کوئی میرے بجائے خلیفہ بن جاتا کیا آپ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ میں آپ لوگوں میں بعینہٖ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر عمل کرلوں گا؟ تو یہ خیال بالکل غلط ہے میں ایسا نہیں کرسکوں گا کیونکہ حضور ﷺ کی تو وحی کے ذریعہ ہر غلط بات سے حفاظت ہوجاتی تھی اور انہیں تو عصمتِ خداوندی حاصل تھی اوران کے ساتھ خاص فرشتہ ہر وقت رہتا تھا۔ میرے ساتھ تو شیطان لگا ہوا ہے جو میرے پاس آتا رہتا ہے۔ جب مجھے غصہ آجائے تو مجھ سے بچ کر رہنا کہیں میں آپ لوگوں کی کھالوں اور بالوں پر اثر انداز نہ ہوجاؤں۔

غور سے سنو! آپ لوگ میری نگرانی رکھو اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرنا اور اگر ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کردینا۔"

حضرت حسنؒ کہتے ہیں ایسا زبردست خطاب کیا تھا کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد ویسا خطاب تو کبھی ہوا ہی نہیں۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ ۱۲۶)

ایک روایت میں یہ ہے کہ

"میں تو عام انسان ہوں کام ٹھیک بھی کرلیتا ہوں اور غلط بھی ہوجاتے ہیں جب میں ٹھیک کام کروں تو آپ لوگ اللہ کی تعریف کریں (کیونکہ اسی کے کرم سے کام ٹھیک ہوا) اور جب غلط ہوجائے تو مجھے سیدھا کردینا۔"

(کنز العمال جلد۳ صفحہ ۱۳۶)

آمدنی کی تحقیق کرلیا کرو حلال ہے یا حرام؟

حضرت قیس بن ابی حازمؒ کہتے ہیں حضور ﷺ کی وفات کے ایک مہینہ بعد میں حضور ﷺ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کے بعد حضرت قیس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا قصہ ذکر کیا۔ اس کے بعد کہتے ہیں تمام لوگوں کو مسجد نبویؐ میں جمع کرنے کے لئے یہ اعلان کیا گیا، اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ یعنی سب لوگ نمازِ مسجدِ نبویؐ میں

اکٹھے پڑھیں اور پھر جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس منبر پر تشریف فرما ہوئے جو اُن کے بیان اور خطبے کے لئے بنایا گیا تھا یہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد اسلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطاب تھا۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا:

''اے لوگو! میری آرزو تو یہ ہے کہ کوئی اور میری جگہ خلیفہ بن جائے اگر تم لوگ مجھ سے یہ مطالبہ کرو کہ میں عین تمہارے نبی ﷺ کی سنّت کے مطابق چلوں تو یہ میرے بس میں نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ تو معصوم تھے۔ اللہ نے اُن کی شیطان سے مکمل حفاظت فرما رکھی تھی اور اُن پر آسمان سے وحی اُترتی تھی۔ (اور یہ دونوں باتیں مجھے حاصل نہیں ہیں، اس لئے میں بالکل اُن جیسا نہیں ہوسکتا)۔'' (بیہقی جلد ۵ صفحہ ۱۸۴)

اور طبرانی کی روایت عیسیٰ بن عطیّہ کے حوالے سے یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا:

''اے لوگو! لوگ اسلام میں خوشی اور ناخوشی دونوں طرح داخل ہوئے ہیں لیکن اب وہ سب اللہ کی پناہ اور اس کے پڑوس میں ہیں، اس لئے تم اس کی پوری کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی ذمہ داری کا کچھ بھی مطالبہ نہ کرے (یعنی کسی مسلمان کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچاؤ) میرے ساتھ بھی ایک شیطان رہتا ہے جب تم دیکھو کہ مجھے غصہ آگیا ہے تو پھر تم مجھ سے الگ ہو جاؤ کہ کہیں میں تمہارے بالوں اور کھالوں کو تکلیف نہ پہنچادوں۔ اے لوگو! اپنے غلاموں کی آمدنی کی تحقیق کرلیا کرو کہ حلال ہے یا حرام، اس لئے کہ جس گوشت کی پرورش حرام مال سے ہو وہ جنّت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔''

بیٹوں، بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرو:

حضرت عاصم بن عدیؓ کہتے ہیں حضور ﷺ کی وفات کے اگلے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کی طرف سے ایک آدمی نے اعلان کیا کہ حضرت اسامہ ﷛ کے لشکر کی روانگی کا کام مکمل ہو جانا چاہئے۔ تو صدیق اکبرؓ نے ارشاد فرمایا غور سے سنو! اب حضرت اسامہ ﷛ کے لشکر کا کوئی آدمی مدینہ میں باقی نہیں رہنا چاہئے بلکہ جُرف میں جہاں ان کے لشکر کا پڑاؤ ہے وہاں پہنچ جانا چاہئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر ﷛ لوگوں میں خطاب کے لئے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی پھر فرمایا:

''اے لوگو! میں تو تمہارے جیسا ہی ہوں مجھے معلوم تو نہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ تم لوگ مجھے اس چیز کا مکلّف بناؤ جو صرف حضور ﷺ کے بس میں تھی (اور میرے بس میں نہیں) اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ﷺ) کو تمام جہانوں پر فوقیت عطا فرمائی تھی اور میں (ان ہی کے) پیچھے چلنے والا ہوں۔ اپنی طرف سے نئی چیزیں گھڑنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں سیدھا چلوں تو تم میرے پیچھے چلو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم لوگ مجھے سیدھا کردو۔

حضور ﷺ کی شان تو یہ تھی کہ جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت اُمّت میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جو کوڑے کی مار یا اس سے بھی کم ظُلم کا مطالبہ کررہا ہو۔

غور سے سُنو! میرے ساتھ بھی ایک شیطان لگا ہوا ہے جو میرے پاس آتا رہتا ہے۔ جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے تم لوگ الگ ہوجاؤ کہیں میں تمہاری کھالوں اور بالوں کو تکلیف نہ پہنچادوں۔

تم لوگ صبح اور شام اُس موت کے منہ میں ہو جس کا تمہیں علم نہیں کہ کب آجائے گی۔ تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب بھی تمہاری موت آئے تو تم اُس وقت نیک عمل میں لگے ہوئے ہو اور تم ایسا صرف اللہ کی مدد سے ہی

کر سکتے ہو۔ لہٰذا جب تک موت نے مہلت دے رکھی ہے اُس وقت تک تم لوگ نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اس سے پہلے کہ موت آجائے اور عمل کرنے کا موقع نہ رہے کیونکہ بہت سے لوگوں نے موت کو بھلا رکھا ہے اور اپنے اعمال دوسروں کے لئے کر دیئے ہیں۔

لہٰذا تم ان جیسے نہ بنو خوب کوشش کرو اور مسلسل کوشش کرو اور (سستی سے کام نہ لو بلکہ) جلدی کرو کیونکہ موت تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے جو تمہیں تلاش کر رہی ہے اور اس کی رفتار بہت تیز ہے۔

لہٰذا موت سے چوکنے رہو اور آباؤ اجداد، بیٹوں اور بھائیوں (کی موت) سے عبرت حاصل کرو اور زندہ لوگوں کے ان نیک اعمال پر رشک کرو جن پر تم مُردوں کے بارے میں رشک کرتے ہو یعنی دُنیاوی چیزوں میں زندہ لوگوں پر رشک نہ کرو۔'' (تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۴۶۰)

دنیا و آخرت کے بد بخت لوگ حکمران ہیں:

حضرت سعید بن ابی مریمؒ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر ہمارے ہوتے ہوئے تمہارے اجتماعی کاموں کے خراب ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو (میں خلیفہ نہ بنتا بلکہ) میں یہ چاہتا کہ جو تم میں سے مجھے سب سے زیادہ مبغوض ہے اُس کی گردن میں اس امر خلافت کی ذمہ داری ڈال دی جاتی پھر اس کے لئے اس میں کوئی خیر نہ ہوتی۔

غور سے سُنو! دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ بد بخت لوگ بادشاہ ہیں۔ اس پر تمام لوگوں نے گردنیں بلند کیں اور سر اُٹھا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی

طرف دیکھنے لگے۔"

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم لوگ اپنی جگہ آرام سے بیٹھے رہو تم لوگ جلد باز ہو جو بھی حکمران کسی ملک کا حاکم بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے حاکم بنانے سے پہلے اُس کے ملک کو جانتے ہیں اور حاکم بن جانے پر اُس کی آدھی عمر کر دیتے ہیں اور اُس پر خوف اور غم مسلّط کر دیتے ہیں اور جو کچھ خود اس کے اپنے پاس ہے اُس سے اُس کا دِل ہٹا دیتے ہیں اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کا لالچ اس میں پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ چاہے کتنے اچھے کھانے کھائے اور عمدہ کپڑے پہنے لیکن اس کی زندگی تنگ ہوگی، سُکھ چین اُسے نصیب نہ ہوگا۔ پھر جب اس کا سایہ ختم ہوتا ہے اور اُس کی جان نکل جاتی ہے اور اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے تو وہ اس سے سختی سے حساب لیتا ہے اور اُس کی بخشش کا امکان بہت کم ہوتا ہے بلکہ اُس کی بخشش ہی نہیں ہوتی۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔ غور سے سنو! مسکین لوگوں کی ہی مغفرت ہوتی ہے۔" (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۶۲)

زندگی ایک مہلت ہے:

حضرت عبداللہ بن عکیمؒ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں خطاب کیا تو اس میں ارشاد فرمایا:

"اما بعد! میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اللہ کی شایانِ شان تعریف کرو اور اللہ کے عذاب کا خوف تو ہونا چاہئے لیکن ساتھ ساتھ اُس کی رحمت کی اُمید بھی رکھو اور اللہ سے خوب گڑگڑا کر مانگو

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کی قرآن میں تعریف فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا، وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ. (سورۂ انبیاء:۹۰)

ترجمہ: ''یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور اُمید وخوف کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔''

تو اے اللہ کے بندو! تم یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بدلہ میں تمہاری جانوں کو گروی رکھا ہوا ہے اور اس پر اللہ نے تم سب سے پختہ عہد لیا ہوا ہے اور اس نے تم سے (دُنیا کے) تھوڑے اور ختم ہو جانے والے مال اور سامان کو (آخرت کے) زیادہ اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔

اور یہ تم میں اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے اور اس کا نُور کبھی بجھ نہیں سکتا، لہٰذا اس کتاب کے ہر قول کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو اور اندھیرے والے دن کے لئے اس میں سے روشنی حاصل کرو۔ اللہ نے تمہیں صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور لکھنے والے کریم فرشتوں کو تم پر مقرر کیا ہے جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح اور شام اُس موت کی طرف بڑھ رہے ہو جس کا وقت مقرر ہے لیکن تمہیں وہ بتایا نہیں گیا تم اس کی پوری کوشش کرو کہ جب تمہاری عمر کا آخری وقت آئے تو تم اُس وقت اللہ کے کسی عمل میں لگے ہوئے ہو اور ایسا تو صرف اللہ کی مدد سے ہی کر سکتے ہو۔

لہٰذا عمر کے پورے ہونے سے پہلے تمہیں جو مہلت ملی ہوئی ہے اس میں نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو ورنہ تمہیں اپنے بُرے اعمال کی طرف جانا پڑے گا کیونکہ بہت سے لوگوں نے اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے اور اپنی عمر دوسروں کو دے دی ہے یعنی اپنے ایمان وعمل کی انہیں کوئی فکر نہیں ہے۔ میں تمہیں اُن جیسا بننے سے سختی سے روکتا ہوں جلدی کرو کیونکہ تمہارے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہے جو تمہیں تیزی سے تلاش کر رہا ہے اُس کی رفتار بہت تیز ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۳۵)

اللہ تعالیٰ کو قرض دے دو:

حضرت عَمرؓو بن دینارؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اس میں ارشاد فرمایا:

''تمہارے فقر وفاقہ کی وجہ سے میں تمہیں اس بات کی وصیّت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور اُس کی شان کے مطابق اُس کی تعریف کرو اور اس سے مغفرت طلب کرو کیونکہ وہ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا ہے۔''

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عکیمؒ والی پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور مزید یہ مضمون ذکر کیا کہ

''تم اس بات کو بھی جان لو کہ جو عمل تم خالص اللہ کے لئے کرو گے تو اس طرح تم اپنے رب کی اطاعت کرو گے اور اپنے حق کو محفوظ کرلو گے۔ لہٰذا تم اپنے قرضہ دینے کے زمانہ میں یعنی دنیاوی زندگی میں جو تم نے کمایا ہے وہ سب (اللہ کو) دے دو اور اپنے سامنے ان کو بطور نوافل کے رکھو (یعنی جتنا مال خرچ کرنا فرض ہے وہ تو خرچ کرنا ہی ہے مزید اور بھی خرچ کرو) اس طرح

تمہیں شدید ضرورت کے وقت اور عین محتاجی کے زمانے میں اپنی اُن کمائیوں کا اور دیئے ہوئے اپنے قرضوں کا پُورا پُورا بدلہ ملے گا۔

پھر اے اللہ کے بندو! ان لوگوں کے بارے میں سوچو جو تم سے پہلے دنیا میں تھے وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے زمین کو خوب بویا اور جوتا تھا، خوب کھیتی باڑی کی تھی اور سامان اور تعمیرات سے زمین کو خوب آباد کیا تھا؟ آج سب لوگ انہیں بھول چکے ہیں اور اُن کا تذکرہ تک بھلایا جاچکا ہے۔

- لہٰذا آج وہ ایسے ہیں جیسے کہ وہ کچھ بھی نہ تھے اور اُن کے کفر و ظلم کی وجہ سے اُن کے گھر اور شہر ویران پڑے ہیں اور وہ بادشاہ خود اس وقت قبر کی تاریکیوں میں ہیں کیا تم ان ہلاک ہونے والوں میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا ان میں سے کسی کی ہلکی سی بھی آواز سُنتے ہو؟ تمہارے وہ ساتھی اور بھائی آج کہاں ہیں جن کو تم پہچانتے تھے؟ وہ ان اعمال کے بدلے کی جگہ پر پہنچ گئے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے تھے اور بدبختی یا نیک بختی دونوں میں سے کسی ایک کی جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اور اُس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا نسب کا رشتہ نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ اُسے خیر دے اور اس سے برائی دور کرے۔ اللہ سے یہ باتیں تو صرف اُس کی اطاعت اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہیں۔ وہ راحت راحت نہیں ہے جس کے بعد جہنم ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔"

(حلیۃ الاولیاء جلد ا صفحہ ۳۵)

اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کوئی خیر نہیں:

حضرت نعیم بن نحہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عکیمؒ جیسی حدیث میں حضرت ابوبکرؓ کا خطاب نقل کرتے ہیں اور مزید یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

''اُس قول میں کوئی خیر نہیں جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو اور اُس مال میں کوئی خیر نہیں جسے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے اور اُس آدمی میں کوئی خیر نہیں جس کی نادانی اُس کی بربادی پر غالب ہو اور اُس آدمی میں کوئی خیر نہیں جو اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ڈرے۔''

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۳۶)

ظالم اور جابر لوگ کہاں ہیں؟

حضرت عاصم بن عدیؒ نے پہلے دوسرا خطاب نقل کیا جیسے ہم نے ابھی ذکر کیا پھر حضرت عاصم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ خطاب کے لئے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جس سے مقصود صرف اُن (اللہ تعالیٰ) کی ذاتِ عالی ہو، لہٰذا تم اپنے اعمال سے صرف اُسی کی ذات کو مقصود بناؤ اور اس کا یقین رکھو کہ تم جو عمل خالص اللہ کے لئے کرو گے تو یہ ایک نیکی ہے جو تم نے کی ہے اور بڑا حصّہ ہے جسے حاصل کرنے میں تم کامیاب ہو گئے ہو اور یہ تمہاری ایسی آمدنی ہے جو تم نے (اللہ کو) دے دی ہے اور یہ قرض ہے جو تم نے فانی دُنیا کے دنوں سے لے کر ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کے لئے آگے بھیج دیا ہے اور یہ قرض تمہیں اس وقت کام آئے گا

جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی۔

اے اللہ کے بندو! جو تم میں سے مرگئے ہیں اُن سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے تھے اُن کے بارے میں غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں؟ ظالم اور جابر لوگ کہاں ہیں؟ اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے میدانِ جنگ میں لڑنے اور غلبہ پالینے کے تذکرے ہوتے تھے؟ زمانے نے اُن کو ذلیل کردیا آج ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہوچکی ہیں اور اب تو اُن کے تذکرے بھی ختم ہوگئے ہیں۔

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں اور وہ بادشاہ کہاں ہیں۔ جنہوں نے زمین کو خوب بویا اور جوتا تھا اور اُسے ہر طرح آباد کیا تھا؟ اب وہ ہلاک ہوچکے ہیں اور اُن کا تذکرہ بھی لوگ بھول چکے ہیں اور ایسے ہوگئے ہیں جیسے کہ وہ کچھ نہیں تھے۔

غور سے سنو! اللہ نے اُن کی خواہشات کا سلسلہ تو (موت کے ذریعہ سے) ختم کردیا ہے لیکن گناہوں کی سزا کا سلسلہ باقی رکھا ہوا ہے وہ دنیا سے جاچکے اور انہوں نے جو عمل کئے تھے وہ تو اب ان کے ہیں لیکن جو دنیا اُن کے پاس تھی اب وہ دوسروں کی ہوگئی ہے۔ اب ہم ان کے بعد آئے ہیں اگر ہم ان سے عبرت حاصل کریں گے تو نجات پالیں گے اور اگر ہم دھوکے میں پڑے رہے تو ہم بھی اُن جیسے ہوجائیں گے۔

کہاں ہیں وہ حسین وجمیل لوگ جن کے چہرے خوبصورت تھے اور وہ اپنی جوانی پر اکڑتے تھے؟ اب وہ مٹی ہوچکے ہیں اور جن اعمال کے بارے میں انہوں نے کمی بیشی کی تھی اب وہ اعمال ان کے لئے حسرت کا باعث بنے

ہوئے ہیں۔

کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے بہت سے شہر بنائے تھے اور شہروں کے اِردگرد بڑی مضبوط دیواریں بنائی تھیں اور ان میں عجیب وغریب چیزیں بنائی تھیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے وہ ان شہروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور اب اُن کے رہنے کی جگہیں ویران پڑی ہوئی ہیں اور وہ خود قبر کے اندھیروں میں ہیں کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا اُن کی ہلکی سی آواز سنتے ہو؟

تمہارے وہ بیٹے اور بھائی کہاں ہیں جنہیں تم پہچانتے ہو؟ اُن کی عمریں ختم ہوگئیں اور جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے تھے اب وہ اُن اعمال کے پاس پہنچ گئے ہیں اور وہاں ٹھہر گئے ہیں اور موت کے بعد بدبختی یا نیک بختی والی جگہ ان کو مل گئی ہے۔

غور سے سنو! اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا خاص تعلق نہیں ہے جس کی وجہ سے اللہ اُسے خیر دے اور اس سے بُرائی کو ہٹادے۔ اللہ سے تعلق تو صرف اطاعت سے اور اس کے حکم کے پیچھے چلنے سے بنتا ہے اور اس بات کو جان لو کہ تم ایسے بندے ہو جنہیں اُن کے اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ صرف اُس کی اطاعت سے حاصل ہوسکتا ہے۔

غور سے سنو! وہ راحت راحت نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنّت ہو۔'' (تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ٤٦٠)

مظلوم کی بددعا سے بچو:

حضرت موسیٰ بن عقبہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطاب میں اکثر یہ فرمایا

کرتے تھے کہ!

''تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور موت کے بعد کے اکرام کا اس سے سوال کرتے ہیں کیونکہ میری اور تمہاری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، جنہیں اللہ نے حق دے کر خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا تاکہ جو شخص زندہ ہے وہ اُسے ڈرائیں اور کافروں پر (عذاب کی) حُجّت ثابت ہو جائے جس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتہ ہو گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ کُھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

میں آپ لوگوں کو اس بات کی وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کے اس دین کو مضبوطی سے پکڑو جو اس نے تمہارے لئے شریعت بنایا اور جس کی اس نے تمہیں ہدایت دی اور کلمہ اخلاص (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کے بعد ہدایتِ اسلام کی جامع بات یہ ہے کہ اس آدمی کی بات سُنی اور مانی جائے جس کو اللہ نے تمہارے تمام کاموں کا والی اور ذمّہ دار بنایا جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے والی اور ذمّہ دار کی اطاعت کی وہ کامیاب ہو گیا جو حق اُس کے ذمّہ تھا وہ اس نے ادا کر دیا۔

اور اپنی خواہش کے پیچھے چلنے سے بچو اور جو آدمی خواہش کے پیچھے چلنے سے، لالچ میں پڑنے سے اور غصّہ میں آنے سے محفوظ رہا وہ کامیاب ہو گیا۔

اور اِترانے سے بچو اور اُس انسان کا کیا اِترانا جو مٹّی سے بنا ہے اور عنقریب مٹّی میں چلا جائے گا، پھر اسے کیڑے کھا جائیں گے۔ آج وہ زندہ ہے اور کل وہ مَرا ہوا ہوگا۔ ہر روز اور ہر گھڑی عمل کرتے رہو۔

اور مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو اور صبر کرو، کیونکہ ہر عمل صبر کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

اور چوکنّے رہو کیونکہ چوکنّا رہنے سے فائدہ ہوتا ہے اور عمل کرتے رہو کیونکہ عمل ہی قبول ہوتے ہیں اور اللہ نے اپنے جس عذاب سے ڈرایا ہے اُس سے ڈرتے رہو اور اللہ نے اپنی جس رحمت کا وعدہ کیا ہے اُسے حاصل کرنے میں جلدی کرو، سمجھنے کی کوشش کرو اللہ تمہیں سمجھا دے گا۔

اور بچنے کی کوشش کرو اللہ تمہیں بچا دے گا، کیونکہ اللہ نے وہ اعمال بھی تمہارے سامنے بیان کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے تم سے پہلے لوگوں کو اللہ نے ہلاک کیا ہے اور وہ اعمال بھی بیان کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے نجات پانے والوں کو نجات ملی۔

اور اللہ نے اپنی کتاب میں اپنا حلال اور حرام اور اپنے پسندیدہ اور ناپسند اعمال سب بیان کر دیئے ہیں اور میں تمہارے بارے میں اور اپنے بارے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔

اور تم اس بات کو جان لو کہ تم عمل خالص اللہ کے لئے کرو گے تو اس طرح تم اپنے رب کی اطاعت کرو گے اور (آخرت میں اجر و ثواب کے) اپنے بڑے حصّے کو محفوظ کر لو گے اور قابلِ رشک بن جاؤ گے اور جو اعمال تم نے

فرائض کے علاوہ کیئے ہیں۔ انہیں اپنے آگے کے لئے نفل بنالو، اس طرح تم جو اللہ کو اعمال کا قرضہ دو گے اس قرضہ کا تمہیں آخرت میں پورا پورا بدلہ ملے گا، جبکہ تمہیں اس کی شدید ضرورت ہوگی۔

پھر اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور ساتھیوں کے بارے میں سوچو جو دنیا سے جا چکے ہیں، جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے تھے، اب وہ اُن اعمال کے پاس پہنچ گئے ہیں اور وہاں ٹھہر گئے ہیں اور موت کے بعد بدبختی یا خوش قسمتی کی جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔

اللہ کا کوئی شریک نہیں اللہ کے اور اس کی کسی مخلوق کے درمیان کوئی نسب کا رشتہ نہیں جس کی وجہ سے اللہ اُسے کوئی خیر دے یا اس سے کوئی بُرائی ہٹا دے بلکہ یہ باتیں تو صرف اللہ کی اطاعت سے اور اُس کے حکم کے پیچھے چلنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہیں اور وہ راحت راحت نہیں جس کے بعد جہنم کی آگ ہو اور وہ تکلیف تکلیف نہیں جس کے بعد جنت ہو۔

میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں اور میں تمہارے لئے اور اپنے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے نبی پر درود بھیجو، صلی اللہ علیہ والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۶)

ناشکری کرنے والے کو اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا:

حضرت یزید بن ہارونؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا اور اُس میں ارشاد فرمایا کہ:

''ایک ایسے بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا جسے اللہ نے دنیا میں بہت نعمتیں دی تھیں اور اسے رزق میں خوب وسعت دی تھی اور اسے جسمانی

صحت کی نعمت بھی دی تھی لیکن اُس نے اپنے رب کی ناشکری کی تھی، اُسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا تم نے آج کے دن کے لئے کیا کیا اور اپنے لئے کون سے عمل آگے بھیجے؟ وہ کوئی نیک عمل آگے بھیجا ہوا نہیں پائے گا۔ اس پر وہ رونے لگے گا اتنا روئے گا کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے احکام ضائع کرنے کی وجہ سے اُسے شرم دلائی جائے گی اور رُسوا کیا جائے گا۔ اس پر وہ خون کے آنسو رونے لگے گا پھر اُسے شرم دِلائی جائے گی اور رُسوا کیا جائے گا جس پر وہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت کھا جائے گا۔ پھر اللہ کے احکام ضائع کرنے پر اُسے شرم دلائی جائے گی اور رُسوا کیا جائے گا جس پر وہ اونچی آواز سے روئے گا اور اُس کی آنکھیں نکل کر اُس کے رخساروں پر آگریں گی اور دونوں آنکھوں میں سے ہر آنکھ تین میل لمبی اور تین میل چوڑی ہوگی پھر اُسے شرم دِلائی جائے گی اور رُسوا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ پریشان ہو کر کہے گا:

''اے میرے ربّ! مجھے دوزخ میں بھیج دے اور مجھ پر رحم فرما کر مجھے یہاں سے نکال دے۔''

اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے:

اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَجَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ. (سورۂ توبہ:۶۳)

ترجمہ: ''جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی رُسوائی ہے۔'' (کنز العمال جلد ا صفحہ ۲۴۶)

حضرت محمد بن ابراہیم بن حارثؒ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے لوگوں میں خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم تقوی اور پاکدامنی اختیار کرو تو تھوڑا عرصہ ہی گزرے گا کہ تمہیں پیٹ بھر کر روٹی اور گھی ملنے لگے گا۔'' (کنز العمال جلد۸ صفحہ۲۰۶)

اللہ تعالیٰ سے حیا کرو:

حضرت عروہ بن زبیر ﷛ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ﷛ نے ایک مرتبہ لوگوں میں خطاب کیا، اس میں ارشاد فرمایا:

''اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ عزّ وجل سے حیاء کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب میں قضائے حاجت کے لئے جنگل جاتا ہوں تو میں اپنے ربّ سے حیاء کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑا اوڑھے رکھتا ہوں۔''

حضرت ابنِ شہابؒ کہتے ہیں حضرت ابوبکر ﷛ نے ایک دن خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ سے حیاء کرو کیونکہ اللہ کی قسم! جب سے میں حضور ﷺ سے بیعت ہوا ہوں اس وقت سے جب بھی قضائے حاجت کے لئے باہر جاتا ہوں تو اپنے رب سے حیاء کی وجہ سے میں اپنا سر کپڑے سے ڈھانکے رکھتا ہوں۔''

(حلیۃ الاولیاء جلد۱ صفحہ۳۴، ابی نعیم)

سب سے بڑی نعمت ایمان و یقین کی ہے:

حضرت ابوبکر ﷛ ایک دن منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے پھر فرمایا پہلے سال حضور ﷺ ہم میں خطاب کرنے کے لئے منبر پر کھڑے ہوئے تو رونے لگے اور ارشاد فرمایا:

''اللہ سے معافی بھی مانگو اور عافیت بھی کیونکہ کسی آدمی کو ایمان ویقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی یعنی سب سے بڑی نعمت تو ایمان ویقین ہے اور اس کے بعد عافیت ہے۔'' (ابن حبان کذا فی الکنز جلد ۵ صفحہ ۱۲۴)

فسق وفجور دوزخ میں لے جاتے ہیں:

حضرت اوسؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں خطاب کیا، ارشاد فرمایا:

''پچھلے سال حضور ﷺ نے میری اسی جگہ کھڑے ہو کر خطاب فرمایا تھا اس میں ارشاد فرمایا تھا:

''اللہ سے عافیت مانگو کیونکہ کسی کو یقین کے بعد عافیت سے افضل نعمت نہیں دی گئی اور سچ کو لازم پکڑے رہو کیونکہ سچ بولنے سے آدمی نیک اعمال تک پہنچ جاتا ہے۔ سچ اور نیک اعمال جنّت میں لے جاتے ہیں۔

اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنے سے آدمی فسق وفجور تک پہنچ جاتا ہے اور جھوٹ اور فسق وفجور دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

آپس میں حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو قطع تعلّق نہ کرو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور جیسے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔'' (ایضاً)

نفاق والا خشوع کیا ہے؟

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمروؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا:

''حضور ﷺ نے فرمایا نفاق والے خشوع سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ! نِفاق والا خشوع کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دل میں تو نفاق ہو لیکن ظاہر بدن میں خشوع ہو۔'' (حکیم، عسکری وبیہقی)

مسافر کی نماز:

حضرت ابو العالیہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہم میں خطاب فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا:

''حضور ﷺ نے فرمایا مسافر (چار رکعت والی نماز کو) دو رکعت پڑھے گا اور مقیم چار رکعت پڑھے گا۔ میری پیدائش کی جگہ مکّہ ہے اور میری ہجرت کی جگہ مدینہ ہے اور جب میں ذوالحلیفہ سے مکّہ کی طرف روانہ ہوتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔''

مسجد کی عظمت:

حضرت ابو ضمرہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں خطاب فرمایا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا:

''عنقریب تمہارے لئے ملکِ شام فتح کر دیا جائے گا پھر تم وہاں نرم زمین میں جاؤ گے اور روٹی اور تیل سے اپنا پیٹ بھرو گے اور وہاں تمہارے لئے مسجدیں بنائی جائیں گی اور اس بات سے بچنا کہ اللہ کے علم میں یہ بات آئے کہ تم لوگ کھیل کود کے لئے ان مسجدوں میں جاتے ہو کیونکہ مسجدیں تو صرف ذکر کے لئے بنائی گئی ہیں۔'' (ایضاً)

انسان کی پیدائش کا تذکرہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں خطاب فرماتے تو انسان کی پیدائش کی ابتدا کا تذکرہ فرماتے اور فرماتے:

''انسان پیشاب کی نالی سے دو دفعہ گزر کر پیدا ہوا ہے اور اس کا اس طرح تذکرہ کر۔ تم کہ ہم اپنے آپ کو ناپاک سمجھنے لگتے۔'' (حکیم عسکری و بیہقی)

خطبات امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

بُرے عمل کی عبرت ناک سزا:

حضرت حمید بن ہلالؒ کہتے ہیں کہ ایک صاحب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فارغ ہو کر قبر کی مٹی ہاتھوں سے جھاڑی پھر اُسی جگہ کھڑے ہو کر خطاب کیا اور اس میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے مجھے اور میرے ذریعہ سے تمہیں آزمائیں گے اور اللہ نے مجھے میرے دو حضرات (رسول پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے بعد آپ لوگوں میں باقی رکھا ہے اللہ کی قسم! ایسے نہیں ہو سکے گا کہ میرے پاس تمہارا کوئی کام پیش ہو اور میرے علاوہ کوئی اور اس کام کو کرے اور نہ ہی ایسے ہو سکے گا کہ تمہارا کوئی کام میری غیر موجودگی سے تعلق رکھتا ہو اور میں اس کی کفایت کرنے اور اس کے بارے میں امانتداری اختیار کرنے میں کوتاہی کروں اگر لوگ اچھے عمل کریں گے تو میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں گا اور اگر بُرے عمل کریں گے تو میں انہیں عبرت ناک سزا دوں گا۔"

(ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۷۵)

وہ بتانے والے صاحب کہتے ہیں اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ نے دنیا سے جانے تک پہلے دن کے بیان کردہ اپنے اس اُصول کے خلاف نہ کیا ہمیشہ اسی پر قائم رہے۔

اپنا موازنہ کرو بڑی پیشی سے پہلے:

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ مجھے ایسا نہیں دیکھنا چاہتے کہ میں اپنے آپ کو منبر کی

اس جگہ بیٹھنے کا اہل سمجھوں جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک سیڑھی نیچے ہو گئے پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر خطاب فرمایا:

''قرآن پڑھو اس کے ذریعہ سے تم پہچانے جاؤ گے اور قرآن پر عمل کرو اس سے تم قرآن والوں میں سے ہو جاؤ گے اور اعمالنامے کے تولے جانے سے پہلے پہلے تم خود اپنا موازنہ کر لو اور اُس دن کی بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو (نیک اعمال) سے آراستہ کر لو جس دن تم اللہ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات چھپی نہیں رہ سکے گی اور کسی حق والے کا حق اتنا نہیں بنتا کہ اُس کی بات مان کر اللہ کی نافرمانی کی جائے۔

غور سے سنو! میں اللہ کے مال یعنی بیت المال میں سے اتنا لوں گا جتنا یتیم کے والی کو یتیم کے مال میں سے ملتا ہے اگر مجھے اس کی بھی ضرورت نہ ہوئی تو میں یہ بھی نہیں لوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو کام کرنے والے کو عام طور سے جتنا ملتا ہے اس کے مطابق لوں گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خطاب میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے تم سے حساب لینے سے پہلے پہلے تم اپنا محاسبہ کر لو اس سے اللہ کا حساب آسان ہو جائے گا اور اعمالنامے کے تولے جانے سے پہلے پہلے تم اپنا موازنہ کر لو اور اس دن کی بڑی پیشی کے لئے اپنے آپ کو (نیک اعمال سے) آراستہ کر لو۔ جس دن تم اللہ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ بات چھپی نہیں رہ سکے گی۔'' (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۱۰)

کس مؤمن کا درجہ بڑا ہے اور کس کا چھوٹا:

حضرت ابو فراسؒ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے خطاب کیا اور ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! غور سے سنو! پہلے ہمیں آپ لوگوں کے اندرونی حالات اس طرح معلوم ہو جاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور وحی نازل ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں آپ لوگوں کے حالات بتا دیا کرتے تھے (کہ کون مؤمن ہے کون منافق اور کس مؤمن کا درجہ بڑا ہے اور کس کا چھوٹا؟)

غور سے سنو! حضور ﷺ اب تشریف لے جا چکے اور وحی کا سلسلہ بند ہو چکا، اس لئے اب ہمارا آپ لوگوں کے حالات و درجات معلوم کرنے کا طریقہ وہ ہوگا جو اب ہم بتانے لگے ہیں۔

آپ میں سے جو خیر کو ظاہر کرے گا ہم اُس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے اور اسی وجہ سے اس سے محبت کریں گے اور جو ہمارے سامنے شر ظاہر کرے گا ہم اُس کے بارے میں بُرا گمان رکھیں گے اور اسی وجہ سے اُس سے بُغض رکھیں گے اور آپ لوگوں کے پوشیدہ اور اندرونی حالات آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ہوں گے، یعنی ہم تو ہر ایک کے ظاہر کے مطابق اس کے متعلق فیصلہ کریں گے۔

غور سے سنو! ایک وقت تو ایسا تھا کہ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ ہر قرآن پڑھنے والا صرف اللہ کے لئے اور اللہ کے ہاں کی نعمتوں کے لینے کے اِرادے سے پڑھ رہا ہے لیکن اب آخر میں آ کر کچھ ایسا اندازہ ہو رہا ہے کہ کچھ لوگ جو

کچھ انسانوں کے پاس ہے، اُسے لینے کے ارادے سے پڑھتے ہیں۔ تم قرآن کے پڑھنے سے اور اپنے اعمال سے اللہ کی رضامندی کا ہی ارادہ کرو۔

توجّہ سے سنو! اللہ کی قسم! میں اپنے گورنر آپ لوگوں کے پاس اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ آپ لوگوں کی کھالوں کی پٹائی کریں یا آپ لوگوں کے مال لے لیں بلکہ اس لئے بھیجتا ہوں تا کہ وہ آپ لوگوں کو دین اور سنّت سکھائیں۔ جو گورنر کسی کے ساتھ اس کے علاوہ کچھ اور کرے وہ اس گورنر کی بات میرے پاس لے کر آئے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اُسے اُس گورنر سے ضرور بدلہ لے کر دوں گا۔

غور سے سنو! مسلمانوں کی پٹائی نہ کرو ورنہ تم انہیں ذلیل کردو گے اور اسلامی سرحد سے اُنہیں گھر واپس جانے سے نہ روکو ورنہ تم انہیں فتنہ میں ڈال دو گے اور اُن کے حقوق ان سے نہ روکو (بلکہ ادا کرو) ورنہ تم انہیں ناشکری میں مبتلا کردو گے اور گھنے درختوں والے جنگل میں انہیں لے کر مت پڑاؤ ڈالنا ورنہ (بکھر جانے کی وجہ سے دشمن کا داؤ چل جائے گا اور) وہ ضائع ہو جائیں گے۔" (کنزالعمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۹)

عورتوں کے مہر زیادہ نہ کرو:

حضرت ابوالعجفاءؒ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر ﷺ نے خطاب میں فرمایا:

"غور سے سنو! عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرّر نہ کرو کیونکہ اگر مہر کا زیادہ ہونا دُنیا میں عزّت کی چیز ہوتی یا اللہ کے ہاں تقوی والا کام شمار ہوتا تو نبی کریم ﷺ تم سے زیادہ اس کے حقدار ہوتے۔ حضور ﷺ نے اپنی کسی بیوی یا بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ یعنی چار سو اسّی (۴۸۰) درہم سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا تم

لوگ مہر بہت زیادہ مقرر کر لیتے ہو لیکن جب دینا پڑتا ہے تو پھر دل میں اس عورت کی دشمنی محسوس کرتے ہو تم مہر دیتے بھی ہو لیکن اُس عورت سے کہتے ہو کہ مجھے تیرے مہر کی وجہ سے مَشک بھی اُٹھانی پڑی اور بہت مشقت بھی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے غزوات میں جو آدمی قتل ہو جاتا ہے تم اس کے بارے میں کہتے ہو فلاں شہید ہو کر قتل ہوا یا فلاں نے شہید ہو کر وفات پائی (بغیر تحقیق کے کسی کے شہید ہونے کا حتمی فیصلہ نہ کیا کرو) کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ تجارت کے ارادے سے ساتھ آیا ہو اور اُس نے اپنی سواری کے آخری حصے پر اور کجاوے کی ایک جانب سونا چاندی لا د رکھا ہو (یہ تجارت والا اللہ کے راستے میں نہیں ہے) اس لئے یہ بات نہ کہا کرو بلکہ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ویسے کہا کرو کہ جو آدمی اللہ کے راستہ میں قتل ہوا یا فوت ہوا وہ جنت میں جائے گا۔'' (مسند احمد)

حضرت مسروقؒ کہتے ہیں ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب فرمایا:

''اے لوگو! عورتوں کے مہر زیادہ کیوں مقرر کرتے ہو؟ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے زمانے میں مہر چار سو درہم یا اس سے کم ہوا کرتا تھا۔ اگر بہت زیادہ مہر مقرر کرنا اللہ کے ہاں تقویٰ کا یا عزت کا کام ہوتا تو آپ لوگ اس میں حضور ﷺ اور صحابہؓ سے آگے نہ نکل سکتے۔'' (ابو یعلیٰ)

پادری! تم غلط کہتے ہو اللہ کے دشمن:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ شہر میں خطاب کیا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا:

’’جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہ کر دے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔‘‘

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک پادری بیٹھا ہوا تھا اُس نے فارسی میں کچھ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمان سے پوچھا:

’’یہ کیا کہہ رہا ہے؟‘‘

ترجمان نے بتایا یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’او اللہ کے دشمن! تم غلط کہتے ہو بلکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور اُسی نے تمہیں گمراہ کیا اور ان شاء اللہ وہ تمہیں دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا۔ اگر تمہارے (ذمی ہونے کے) عہد کا پاس نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اُڑا دیتا۔

پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی ساری اولاد ان کے سامنے بکھیر دی اور جنت والوں کے نام اور ان کے اعمال (لوحِ محفوظ میں) اُسی وقت لکھ دیئے اور اسی طرح دوزخ والوں کے نام اور ان کے اعمال بھی اسی وقت لکھ دیئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ لوگ اس (جنت) کے لئے ہیں اور یہ لوگ اس (دوزخ) کے لئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں پھر لوگ بکھر گئے اور تقدیر کے بارے میں اختلاف کرنے لگے۔‘‘

(ابوداؤد، ابن جریر)

تقدیر کے بارے میں عقل سے کچھ نہ کہو:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کہتے ہیں کہ کسی آدمی نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ کچھ لوگ تقدیر کے بارے میں غلط باتیں کرتے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے

ہو کر خطاب کیا، ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم سے پہلی اُمتیں تقدیر کے بارے میں غلط باتیں کر کے ہی ہلاک ہوئی ہیں۔ اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے، آئندہ جن دو آدمیوں کے بارے میں میں نے سنا کہ یہ تقدیر کے بارے میں (اپنی عقل سے) باتیں کر رہے ہیں تو میں اُن دونوں کی گردن اُڑا دوں گا۔''

راوی کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر تمام لوگوں نے تقدیر کے بارے میں بات کرنی چھوڑ دی پھر حجاج کے زمانے میں (ملک) شام میں ایک جماعت ظاہر ہوئی جس نے سب سے پہلے تقدیر کے بارے میں بات کرنی شروع کی۔ (کنز العمال جلد۲ صفحہ ۸۶)

تیر چلانا سیکھو، جوتا پہنا کرو، مسواک کیا کرو:

حضرت باہلیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام میں داخل ہوئے تو انہوں نے جابیہ شہر میں کھڑے ہو کر خطاب کیا، ارشاد فرمایا:

''قرآن سیکھو اس سے تمہارا تعارف ہوگا اور قرآن پر عمل کرو اس سے تم قرآن والوں میں سے ہو جاؤ گے اور کسی حقدار کا درجہ اتنا بڑا نہیں ہوسکتا کہ اُس کی بات مان کر اللہ کی نافرمانی کی جائے اور اس بات کا یقین رکھو کہ حق بات کہنے سے اور کسی بڑے کو نصیحت کرنے سے نہ تو موت قریب آتی ہے اور نہ اللہ کا رزق دور ہوتا ہے۔

اس بات کو جان لو کہ بندے اور اس کی روزی کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ اگر بندہ صبر سے کام لیتا ہے تو اُس کی روزی خود اُس کے پاس آجاتی ہے اور اگر بے سوچے سمجھے روزی کمانے میں گھس جاتا ہے (حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتا) تو وہ اس پردے کو تو پھاڑ لیتا ہے لیکن اپنے مقدّر کی روزی سے

زیادہ نہیں پا سکتا۔

گھوڑوں کو سُدھاؤ اور تیر چلانا سیکھو اور جُوتی پہنا کرو اور مسواک کیا کرو اور موٹا جوتا استعمال کرو اور عجمیوں کی عادتیں اختیار کرنے سے اور ظالم جابر لوگوں کے پڑوس سے بچو اور اس سے بھی بچو کہ تمہارے درمیان صلیب بلند کی جائے یا تم اُس دستر خوان پر بیٹھو جس پر شراب پی جائے اور بغیر لنگی کے حمام میں داخل ہونے سے بھی بچو اور اس سے بھی کہ تم عورتوں کو ایسے ہی چھوڑ دو کہ وہ حمام میں داخل ہوں کیونکہ حمام میں داخل ہونا عورتوں کے لئے جائز نہیں۔

تم جب عجمیوں کے علاقہ میں پہنچ جاؤ اور ان سے معاہدہ کر لو تو پھر کمائی کے ایسے کام اختیار کرنے سے بچو جن کی وجہ سے تمہیں وہاں ہی رہنا پڑ جائے اور ملک عرب میں واپس نہ آسکو کیونکہ تمہیں اپنے علاقہ میں عنقریب واپس آنا ہے اور ذِلّت اور خواری کو اپنی گردن میں ڈالنے سے بچو۔

عرب کے مال مویشی کو لازم پکڑو جہاں بھی جاؤ انہیں ساتھ لے جاؤ اور یہ بات جان لو کہ شراب تین چیزوں سے بنائی جاتی ہے کشمش، شہد اور کھجور جو اس میں سے پرانی ہو جائے (اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے) تو وہ شراب ہے جو کہ حلال نہیں ہے۔

جان لو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں کو پاک نہیں کریں گے اور انہیں (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھیں گے اور انہیں اپنے قریب ہی نہیں کریں گے اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔

ایک وہ آدمی جو دنیا لینے کے ارادے سے امام سے بیعت ہو پھر اگر اُسے دنیا ملے تو وہ اس بیعت کو پورا کرے ورنہ نہ کرے۔

دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد (بیچنے کے لئے) سامان لے کر جائے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھا کر کہے اس کی اتنی اور اتنی قیمت لگ چکی ہے اور اُس کی اِس جھوٹی قسم کی وجہ سے وہ سامان بِک جائے۔

مؤمن کو گالی دینا فسق ہے اور اِسے قتل کرنا کفر ہے اور تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھو اور جو شخص کسی جادوگر، کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور جو وہ کہے اُسے سچا مانے تو اُس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کر دیا۔'' (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۷)

نماز کے بہترین اوقات

حضرت موسیٰ بن عقبہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے جابیہ میں یہ خطاب فرمایا تھا:

''امّا بعد! میں تمہیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں جو ہمیشہ رہے گا اور اس کے علاوہ ہر ایک فنا ہو جائے گا جو فرمانبرداری کی وجہ سے اپنے دوستوں کا اکرام کرتا ہے اور نافرمانی کی وجہ سے اپنے دشمنوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اب جو کسی گمراہی والے کام کو ہدایت والا سمجھ کر کرتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے یا کسی حق والے کام کو گمراہی والا سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے تو اس ہلاک ہونے میں اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

بادشاہ کو اپنی رعایا کے بارے میں سب سے زیادہ نگرانی اور دیکھ بھال اس بات کی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس دین کی ان کو ہدایت نصیب فرمائی تو اس دین والے احکامات ان لوگوں پر لازم ہیں۔ یہ لوگ ان احکامات کو صحیح طرح سے ادا کریں اور ہم ذمہ داران خلافت کے ذمہ یہ بھی ہے

کہ ہم آپ لوگوں کو اللہ کی اس اطاعت کا حکم دیں جس کا اللہ نے آپ لوگوں کو حکم دیا اور اللہ کی اس نافرمانی سے روکیں جس سے اللہ نے آپ لوگوں کو روکا اور قریب اور دور کے آپ تمام لوگوں میں اللہ کے احکام کو قائم کریں اور جو حق کو جھکانا چاہتا ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں اور مجھے معلوم ہے کہ بہت سے لوگ اپنے دین کے بارے میں بہت سی تمنّائیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور مجاہدوں کے ساتھ مِل کر جہاد کریں گے اور ہم ہجرت کی نسبت حاصل کریں گے وہ ان کاموں کو کرتے تو ہیں لیکن ان کا حق ادا نہیں کرتے اور ایمان صرف صورت بنا لینے سے نہیں مِلتا اور ہر نماز کا ایک وقت ہے جو اللہ نے اُس کے لئے مقرّر فرمایا ہے اس کے بغیر نماز ٹھیک نہیں ہوسکتی۔

فجر کا وقت اُس وقت شروع ہوتا ہے جب رات ختم ہوجاتی ہے اور روزے دار کے لئے کھانا، پینا حرام ہوجاتا ہے۔ فجر میں خوب زیادہ قرآن پڑھا کرو۔

ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوجاتا ہے لیکن گرمیوں میں اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ جتنا لمبا ہوجائے۔ اس وقت تک انسان کا دوپہر کا آرام پورا ہوجاتا ہے اور سردیوں میں اُس وقت پڑھو جب کہ سورج تمہارے دائیں آبرو پر آجائے یعنی زوال کے تھوڑی دیر بعد پڑھ لو اور وضو، رکوع اور سجدے میں اللہ نے جو پابندیاں لگا رکھیں ہیں وہ سب پوری کرو اور یہ سب اس لئے ہے تاکہ سوتا نہ رہ جائے اور نماز قضا ہوجائے۔

عصر کا وقت یہ ہے کہ سورج زرد ہونے سے پہلے ایسے وقت میں پڑھی

جائے کہ ابھی سورج سفید اور صاف ہو اور نماز کے بعد آدمی سُست رفتار اونٹ پر چھ میل کا فاصلہ غروب سے پہلے طے کر سکے۔

مغرب کی نماز سورج ڈوبتے ہی، روزہ کھولنے کا وقت ہوتے ہی پڑھی جائے۔

عشاء کی نماز سُرخی غائب ہو کر رات کا اندھیرا چھا جانے سے لے کر دو تہائی رات تک پڑھی جائے جو اس سے پہلے سو جائے اللہ اسے آرام و سکون والی نیند نہ دے۔ یہ نمازوں کے اوقات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا. (سورۂ نساء:۱۰۳)

ترجمہ: ''یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔''

اور ایک آدمی کہتا ہے میں نے ہجرت کی ہے حالانکہ اس کی ہجرت کامل نہیں ہے۔ کامل ہجرت والے تو وہ لوگ ہیں جو تمام بُرائیاں چھوڑ دیں۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں ہم جہاد کر رہے ہیں حالانکہ جہاد فی سبیل اللہ یہ ہے کہ آدمی دشمن کا مقابلہ بھی کرے اور حرام سے بھی بچے۔ بہت سے لوگ خوب اچھی طرح دشمن سے جنگ کرتے ہیں لیکن نہ ان کا ارادہ اجر لینے کا ہوتا ہے اور نہ اللہ کو یاد کرنے کا۔

قتل ہو جانا بھی موت کی ایک صورت ہے یعنی قتل ہونا شہادت اُس وقت شمار ہوگا جب کہ صرف اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کی نیت سے جنگ کر رہا ہو اور ہر آدمی اسی نیت پر شمار کیا جائے گا۔ جس نیّت سے اُس نے جنگ کی ہے۔ ایک آدمی اس لئے جنگ کرتا ہے کہ اس کی طبیعت میں بہادری ہے اور جسے جانتا ہے اور جسے نہیں جانتا ہر ایک کو جنگ کر کے دشمن سے بچاتا ہے ایک آدمی

طبعاً بزدل ہوتا ہے وہ تو اپنے ماں باپ کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ انہیں دشمن کے حوالے کر دیتا ہے، حالانکہ کتّا بھی اپنے گھر والوں کے پیچھے سے بھونکتا ہے یعنی بزدِل آدمی کتّے سے بھی گیا گزرا ہوتا ہے۔

جان لو کہ روزہ قابلِ احترام عمل ہے۔ آدمی روزہ رکھ کر جیسے کھانے، پینے اور عورتوں کی لذّت سے بچتا ہے ایسے ہی اگر مسلمانوں کو تکلیف دینے سے بھی بچے تو پھر اس کا روزہ کامل درجہ کا ہوگا اور زکوٰۃ حضور ﷺ نے (اللہ کے فرمانے سے) فرض کی ہے اسے خوشی خوشی ادا کیا جائے اور زکوٰۃ لینے والے پر اپنا احسان نہ سمجھا جائے۔

تمہیں جو نصیحتیں کی جارہی ہیں انہیں اچھی طرح سمجھ لو جس کا دین لُٹ گیا اُس کا سب کچھ لُٹ گیا۔ خوش قسمت وہ ہے جو دوسرے کے حالات سے عبرت اور نصیحت حاصل کرلے۔ بدبخت وہ ہے جو کہ ماں کے پیٹ میں یعنی ازل سے بدبخت ہوا ہو۔

سب سے بُرے کام وہ ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور سُنّت میں میانہ روی اختیار کرنا بدعت میں بہت زیادہ کوشش کرنے سے بہتر ہے۔

لوگوں کے دلوں میں اپنے بادشاہ سے نفرت ہوا کرتی ہے میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ میں اور تم میں طبعی کینہ پیدا ہو جائے یا میں اور تم خواہشات کے پیچھے چلنے لگ جائیں یا دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگ جائیں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم لوگ کہیں ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ اور مالداروں پر تمہیں مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔

تم اس قرآن کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں نور اور شفاء ہے باقی سب کچھ تو

بدبختی کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے جن کاموں کا والی بنایا ہے اُن میں جو حق میرے ذمّہ تھا وہ میں نے ادا کردیا ہے اور تمہاری خیر خواہی کے جذبہ سے تمہیں تمہارے حصے (بیت المال میں سے) دے دیئے جائیں اور تمہارے لشکروں کو ہم جمع کر چکے ہیں اور جہاں جا کر تم نے غزوہ کرنا ہے وہ جگہیں ہم مقرّر کر چکے ہیں اور تمہارے پڑاؤ کی جگہیں بھی مقرر کردی ہیں اور تلواروں سے لڑ کر جو تم نے مال غنیمت حاصل کیا ہے اس میں ہم نے تمہارے لئے پوری طرح وسعت کی ہے لہٰذا اب تمہارے پاس اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کوئی عذر نہیں ہے بلکہ ہمارے وہ دلائل ہیں جن سے اللہ کا ہر حکم ماننا تم پر لازم آتا ہے۔

میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں اور اپنے لئے اور سب کے لئے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔" (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۱۰)

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار مت کرو:

سیف راوی نے اسی روایت کے ضمن میں بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنی جگہ خلیفہ بنایا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چلے تاکہ سفر تیزی سے پورا ہو۔ چلتے چلتے جابیہ شہر پہنچ گئے۔ وہاں قیام فرمایا وہاں ایک زبردست مؤثر خطاب کیا، اس میں فرمایا:

"اے لوگو! اپنے باطن کی اصلاح کرلو، تمہارا ظاہر خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ تم اپنی آخرت کے لئے عمل کرو تمہاری دنیا کے کام منجانب اللہ خود ہی ہو جائیں گے اور کسی آدمی کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ایسا کوئی زندہ باپ نہیں ہے جو موت کے وقت اس کے کام آسکے اور نہ کسی آدمی کے اور

اللہ کے درمیان نرمی کا کوئی معاہدہ ہے۔

اور جو آدمی اپنے لئے جنت کا راستہ واضح کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے رکھے کیونکہ شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے۔

اور کوئی آدمی ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے ورنہ شیطان ان دو کے ساتھ تیسرا ہوگا۔ جسے اپنی نیکی سے خوشی ہو اور اپنی برائی سے رنج و صدمہ ہو وہ کامل ایمان والا ہے۔" (البدایہ جلد ۷ صفحہ ٥٦)

راوی کہتے ہیں یہ خطاب بہت لمبا ہے جسے ہم نے اختصار سے ذکر کیا ہے۔

ایمان والا کون ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے جابیہ میں خطاب کیا اس میں ارشاد فرمایا:

"جیسے میں تم میں کھڑے ہو کر خطاب کر رہا ہوں ایسے ہی ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر خطاب فرمایا تھا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

تم لوگ میرے صحابہؓ کے بارے میں اچھا معاملہ کرنے کی وصیت قبول کرو اور جو ان کے بعد والے ہیں ان کے بارے میں یہی وصیّت قبول کرو اور پھر جو ان کے بعد آنے والے ہیں اُن کے بارے میں بھی یہی وصیّت قبول کرو یعنی تابعین اور تبع تابعین کے بارے میں۔

ان تین طبقات کے بعد پھر جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ آدمی سے گواہی دینے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور خود ہی (جھوٹی) گواہی دینی شروع

کر دے گا۔

تم میں سے جو آدمی جنت کے عین بیچ میں جانا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے رکھے کیونکہ شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے بہت دور ہوتا ہے۔

تم میں سے کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہ کرے ورنہ شیطان ان دو کے ساتھ تیسرا ہوگا جسے اپنی نیکی سے خوشی ہو اور اپنی برائی سے رنج وصدمہ ہو وہ ایمان والا ہے۔" (مسند احمد جلد ا صفحہ ۱۸)

مردوں کے لئے ریشم کا لباس منع ہے:

حضرت سوید بن غَفلہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جابیہ شہر میں لوگوں میں خطاب فرمایا، ارشاد فرمایا:

"حضورﷺ نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے صرف دو تین یا چار انگلی کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دی ہے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے سمجھانے کے لئے ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔" (مسند احمد جلد ا صفحہ ۵۱)

اعمال کی طاقت اللہ کی توفیق سے ملتی ہے:

سیف راوی نے بیان کیا کہ طاعون عمواس کے بعد ۱۷ھ کے آخر میں حضرت عمرؓ نے جب ذوالحجہ میں وہاں سے مدینہ واپس جانے کا ارادہ فرمالیا تو لوگوں سے خطاب فرمایا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

"غور سے سنو! مجھے تمہارا امیر بنایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا والی بنایا ہے اس کی وجہ سے جو ذمہ داریاں آتی ہیں میں نے ماشاءاللہ وہ سب

ادا کردی ہیں اور تمہارے حصہ کا مال غنیمت تم میں پھیلا دیا ہے اور پڑاؤ ڈالنے کی جگہیں اور غزوہ کرنے کی جگہیں سب تفصیل سے تمہیں بتادی ہیں جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ سب تمہیں پہنچادیا ہے۔ تمہارے لشکر جمع کر دیئے ہیں اور تمہارے لئے ترقی کی راہیں مہیا کردی ہیں اور تمہیں ٹھکانے دے دیئے ہیں اور ملکِ شام میں جنگ کر کے تم نے جو مالِ غنیمت حاصل کیا تھا وہ سب تم لوگوں میں وسعت سے تقسیم کر دیا ہے۔ تمہاری خوراک مقرر کردی ہے اور تمہیں عطایا، یومیہ اور مالِ غنیمت دینے کا ہم نے حکم دے دیا ہے۔ کوئی آدمی ایسی چیز جانتا ہو جس پر عمل کرنا مناسب ہو وہ ہمیں بتائے ہم اس پر ان شاء اللہ ضرور عمل کریں گے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے۔''

(البدایہ جلد ۷ صفحہ ۷۹)

عمر (رضی اللہ عنہ) کو کسی طاقت اور تدبیر پر اعتبار نہیں:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا، پہلے اللہ کی حمد وثناء اُس کی شان کے مناسب بیان کی پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کے بارے میں یاددہانی کرائی، پھر فرمایا:

''اے لوگو! مجھے تمہارا والی اور امیر بنایا گیا ہے اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی کہ میں تم میں سے تمہارے لئے سب سے بہتر، سب سے زیادہ قوی اور پیش آنے والے اہم اُمور میں سب سے زیادہ قوی اور پیش آنے والے اہم امور میں سب سے زیادہ مضبوط رہوں گا تو ہرگز میں آپ لوگوں کا امیر نہ بنتا اور عمر کے فکرمند اور غمگین ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اسے حساب کے ٹھیک نکلنے کا انتظار ہے اور حساب ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اسے حساب

کے ٹھیک نکلنے کا انتظار ہے اور حساب اس بات کا کہ تم سے حقوق لے کر کہاں رکھوں اور تم لوگوں کے ساتھ کیسے چلوں۔ میں اپنے رب سے ہی مدد چاہتا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت، مدد اور تائید سے عمر کا تدارک نہ فرما دیں تو عمر کو کسی طاقت اور تدبیر پر کوئی اعتماد نہیں۔'' (تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۲۸۱)

امانت کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا، اُس میں ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا امیر بنا دیا ہے جتنی چیزیں تمہارے سامنے ہیں اُن میں سے جو چیز تمہیں سب سے زیادہ نفع دینے والی ہے میں اُسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس سب سے زیادہ نفع دینے والی چیز میں میری مدد کرے اور جیسے اور چیزوں میں میری حفاظت کر رہا ہے ایسے ہی اس میں بھی میری حفاظت فرمائے اور جیسے کہ اللہ نے عدل کرنے کا حکم دیا ہے، وہ مجھے تم لوگوں کی تقسیم میں عدل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں ایک مسلمان آدمی اور کمزور بندہ ہوں لیکن اگر اللہ میری مدد فرمائے تو پھر کوئی کمزوری نہیں ہے۔ یہ اَمارت وخلافت جو مجھے دی گئی ہے یہ ان شاء اللہ میرے اچھے اخلاق کو نہیں بدل سکے گی اور عظمت اور بڑائی تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور بندوں کے لئے اس میں سے کچھ بھی نہیں لہٰذا تم میں سے کوئی آدمی ہرگز یہ نہ کہے کہ جب سے عمر امیر بنا ہے بدل گیا ہے۔ میں اپنے نفس کے حق کو خوب سمجھتا ہوں (یا میں اپنے بارے میں حق بات کو خوب سمجھتا ہوں) میں خود آگے بڑھ کر اپنی بات بیان کرتا ہوں لہٰذا جس آدمی کو کوئی ضرورت ہے

یا اُس پر کسی نے ظلم کیا ہے اور یا ہماری بد خُلقی کی وجہ سے اُسے ہم پر غصہ آیا ہوا ہے تو وہ مجھے بتا دے کیونکہ میں بھی تم میں سے ایک آدمی ہوں۔

تم لوگ اپنے ظاہر اور باطن میں اور اپنی قابلِ احترام چیزوں اور آبرو میں اللہ سے ڈرتے رہو اور جو حقوق تمہارے اوپر ہیں تم انہیں ادا کرو اور تم ایک دوسرے کو اپنے مقدمات میرے پاس لے کر آنے پر آمادہ نہ کرو کیونکہ میرے اور لوگوں میں سے کسی کے درمیان نرمی یا طرفداری کا کوئی معاہدہ نہیں۔ تم لوگوں کی درستگی مجھے محبوب ہے اور تمہاری ناراضگی مجھ پر بہت گراں ہے۔

تم میں سے اکثر لوگ شہروں میں مقیم ہیں اور تمہارے علاقہ میں نہ کوئی خاص کھیتی باڑی ہے اور نہ دودھ والے جانور زیادہ ہیں بس وہی غلّے اور جانور یہاں ملتے ہیں جو اللہ تعالیٰ باہر سے لے آتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت زیادہ اکرام کا وعدہ کیا ہوا ہے اور میں اپنی امانت کا ذمہ دار ہوں۔ امانت کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا لیکن امانت کا جو حصہ میرے سامنے ہے اُس کی دیکھ بھال تو میں خود کروں گا یہ کسی کے سپرد نہیں کروں گا لیکن امانت کا جو حصہ مجھ سے دور ہے، میں اس کی دیکھ بھال خود نہیں کر سکتا، اُسے سنبھالنے کے لئے میں تم میں سے ایسے لوگ استعمال کروں گا جو امانتدار ہیں اور عام لوگوں کے لئے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے ہیں اور ان شاء اللہ اپنی امانت ایسے لوگوں کے علاوہ اور کسی کے سپرد نہیں کروں گا۔'' (تاریخ طبری)

عورتوں کا لباس کیسا ہو؟

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا:

''اے لوگو! لالچ کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن سے انسان فقیر اور محتاج ہو جاتا ہے اور (لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے) نا اُمیدی کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن سے انسان غنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔

تم وہ چیز جمع کرتے ہو جس کو کھا نہیں سکتے اور ان باتوں کی امید لگاتے ہو جنہیں پا نہیں سکتے۔ تم دھوکے والے گھر یعنی دنیا میں ہو اور تمہیں موت تک کی مہلت ملی ہوئی ہے۔

حضور ﷺ کے زمانے میں تو تم لوگ وحی کے ذریعہ سے پکڑے جاتے تھے جو اپنے باطن میں کوئی چیز چھپاتا تھا اُس کی اس چیز پر پکڑ ہو جاتی تھی (اُس کے اندر کی اُس چیز کا پتہ وحی سے چل جاتا تھا) اور جو کوئی کسی چیز کو ظاہر کرتا تھا اُس کی اس چیز پر گرفت ہو جاتی تھی۔

لہٰذا تم لوگ ہمارے سامنے اپنے سب سے اچھے اخلاق ظاہر کرو۔ باقی رہے تمہارے اندرونی حالات اور باطن کی نیتیں تو انہیں اللہ خوب جانتا ہے۔ اب جو ہمارے سامنے کسی بری چیز کو ظاہر کرے گا اور یہ دعوی کرے گا کہ اس کی اندرونی حالت بہت اچھی ہے ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور جو ہمارے سامنے کسی اچھی چیز کو ظاہر کرے گا ہم اُس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے اور یہ بات جان لو کہ کنجوسی کی بعض صورتیں نفاق کا شعبہ ہیں۔ لہٰذا تم خرچ کرو جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

(سورۂ تغابن:١٦)

ترجمہ: ’’اور (بالخصوص مواقع حکم میں) خرچ (بھی) کیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ (آخرت میں) فلاح پانے والے ہیں۔

اے لوگو! اپنے ٹھکانے پاک صاف رکھو اور اپنے تمام اُمور کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ اور اپنی عورتوں کو قبطی (مصری) کپڑے نہ پہناؤ کیونکہ ان سے اندر جسم نظر تو نہیں آتا لیکن اس کی نوعیت معلوم ہوجاتی ہے۔

اے لوگو! میری تمنا یہ ہے کہ میں برابر سرابر نجات پاجاؤں نہ مجھے انعام ملے اور نہ سزا اور مجھے اس بات کی امید ہے کہ آئندہ مجھے تھوڑی یا زیادہ جتنی عمر ملے گی میں اس میں ان شاء اللہ حق پر عمل کروں گا۔

ہر مسلمان کا اللہ کے مال میں جتنا حصہ ہے وہ حصہ خود اس کے پاس اس کے گھر پہنچے گا اور اسے اس حصہ کے لینے کے لئے نہ کچھ کرنا پڑے گا اور نہ کبھی تھکنا پڑے گا اور جو مال اللہ نے تمہیں دے رکھے ہیں انہیں درست کرتے رہو اور سہولت کی تھوڑی کمائی اس زیادہ کمائی سے بہتر ہے جس کے لئے بڑی مشقت اٹھانی پڑے۔

قتل ہوجانا مرنے کی ایک صورت ہے جو نیک اور بد ہر آدمی کو حاصل ہوجاتی ہے، لیکن ہر قتل ہونے والا آدمی اللہ کے ہاں شہید نہیں ہوتا بلکہ شہید وہ ہے جس کی نیت اجر وثواب لینے کی ہو۔

جب تم کوئی اونٹ خریدنا چاہو تو لمبا اور بڑا اونٹ دیکھو اور اُسے اپنی لاٹھی مارو اگر تم اُسے چوکنّے دل والا پاؤ تو اسے خرید لو۔'' (تاریخ طبری جلد۳ صفحہ۲۸۲)

اللہ کی نعمتوں کی شکر گذاری:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا، اُس میں ارشاد فرمایا:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تم لوگوں پر شکر واجب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر مانگے اور بغیر طلب کے جو دنیا اور آخرت کی شرافت تمہیں عطا فرمائی ہے، اُس کے بارے میں تمہارے اوپر کئی دلیلیں بنادی ہیں تم لوگ کچھ نہیں تھے لیکن اُس نے تمہیں پیدا کیا اور پیدا بھی اپنے لئے اور اپنی عبادت کے لئے کیا حالانکہ وہ تمہیں (انسان نہ بناتا بلکہ) اپنی سب سے بے قیمت مخلوق بنا سکتا تھا اور اپنی ساری مخلوق تمہارے فائدہ اور خدمت کے لئے بنائی اور تمہیں اپنے علاوہ اور کسی مخلوق کے لئے نہیں بنایا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً. (سورۂ لقمان:۲۰)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور اُس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں۔''

اور اس نے تمہیں خشکی اور سمندر کی سواریاں دیں اور پاکیزہ نعمتیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر گزار بنو پھر تمہارے کان اور آنکھیں بنائیں پھر اللہ کی کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو تمام بنی آدم کو ملی ہیں اور کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو صرف تم دین

اسلام والوں کو ملی ہیں پھر یہ تمام خاص اور عام نعمتیں تمہاری حکومت میں تمہارے زمانہ میں تمہارے طبقہ میں خوب فراوانی سے ہیں اور ان نعمتوں میں سے ہر نعمت تم میں سے ہر آدمی کو اتنی زیادہ مقدار میں ملی ہے کہ اگر وہ نعمت تمام لوگوں میں تقسیم کر دی جائے۔ تو وہ اس کا شکر ادا کرتے کرتے تھک جائیں اور اس کا حق ادا کرنا ان پر بھاری ہو جائے۔

ہاں اگر وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور اللہ نے تمہارے دین کی خوب مدد کی ہے اور جن لوگوں نے تمہارا دین اختیار نہیں کیا اُن کے دو حصے ہو گئے ہیں۔

کچھ لوگ تو اسلام اور اسلام والوں کے غلام بن گئے ہیں (اس سے مراد ذمی لوگ ہیں) جو تمہیں جزیہ دیتے ہیں خون پسینہ ایک کر کے کماتے ہیں اور طلبِ معاش میں ہر طرح کی مشقت اٹھاتے ہیں مشقت ساری ان کے ذمّہ ہے اور ان کی کمائی سے جزیہ کا فائدہ آپ لوگوں کو ملتا ہے۔

کچھ لوگ وہ ہیں جو دن رات ہر وقت اللہ کے لشکروں کے حملوں کے منتظر ہیں (اس سے مراد وہ کافر ہیں جن کے پاس صحابہ کرامؓ کے لشکر جانے والے تھے) اللہ نے اُن کے دلوں کو رعب سے بھر دیا ہے۔ اب ان کے پاس کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں انہیں پناہ مل جائے یا بھاگ کر وہاں چلے جائیں اور اسلامی لشکروں سے کسی طرح بچ جائیں اللہ کے لشکر ان پر چھا گئے ہیں اور ان کے علاقے میں داخل ہو گئے ہیں اور اللہ کے حکم سے ان لشکروں کو زندگی کی وسعت، مال کی بہتات، لشکروں کا تسلسل اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت جیسی نعمتوں کے ساتھ عافیت و امن و امان جیسی بڑی نعمت بھی حاصل ہے۔

جب سے اسلام شروع ہوا ہے کبھی اس امت کے ظاہری حالات اس سے زیادہ اچھے نہیں رہے اور ہر شہر میں مسلمانوں کو جو بڑی بڑی فتوحات ہورہی ہیں ان پر اللہ ہی کی تعریف ہونی چاہئے اور یہ جو بے حساب نعمتیں حاصل ہیں جن کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ان کے مقابلہ میں مسلمان کتنا ہی اللہ کا شکر اور ذکر کرلیں اور دین کے لئے کتنی ہی محنت کرلیں وہ ان نعمتوں کے شکر کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ ہاں! اللہ اگر ان کی مدد فرمائے اور ان کے ساتھ رحم اور مہربانی کا معاملہ فرمائے تو اور بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اسی نے ہم پر یہ اتنے انعام واحسان فرمائے ہیں ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت والے عمل کرنے کی اور اپنی رضا کی طرف جلدی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے اللہ کے بندو! اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں انہیں اپنی مجلسوں میں دو دو ایک ایک ہوکر یاد کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو پورا کرلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ہے:

اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیَّامِ اللہِ.

(سورۂ ابراہیم:٥)

ترجمہ: ''اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ کے معاملات (نعمت اور نقمت کے) یاد دلاؤ۔''

اور حضرت محمد ﷺ کو فرمایا ہے:

وَاذْکُرُوْآ اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ. (سورۂ انفال:٢٦)

ترجمہ: ''اور اُس حالت کو یاد کرو جبکہ تم قلیل تھے سرزمین میں کمزور شمار کئے

جاتے تھے۔''

جب تم لوگ اسلام سے پہلے کمزور شمار کئے جاتے تھے اور دنیا کی خیر سے محروم تھے اگر اس وقت تم حق کے کسی شعبہ پر ہوتے، اس شعبہ پر ایمان لاتے اور اس سے آرام پاتے اور اللہ اور اس کے دین کی معرفت تمہیں حاصل ہوتی اور اس شعبہ سے مرنے کے بعد کی زندگی میں تم لوگ خیر کی امید رکھتے تو یہ تو کوئی بات ہوتی لیکن تم تو زمانۂ جاہلیت میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخت زندگی والے اور اللہ کی ذات وصفات سے سب سے زیادہ جاہل تھے پھر اللہ نے اسلام کے ذریعہ تمہیں ہلاکت سے بچایا اب اچھا یہ تھا کہ صرف اسلام ہوتا اس کے ساتھ تمہاری دنیا کا کوئی حصہ نہ ہوتا اور آخرت میں جہاں تم نے لوٹ کر جانا ہے وہاں یہ اسلام تمہارے لئے بھروسہ کی چیز ہوتی اور تم جس مشقت والی زندگی پر تھے اس زندگی میں تم اس بات کے قابل تھے کہ اسلام میں سے اپنے حصہ پر کنجوسی کرو اسی سے چمٹے رہو اور اسے دوسروں پر ظاہر کرو۔

لہٰذا تم میں سے جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اسے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی شرافت دونوں باتیں حاصل ہو جائیں تو اُسے اُس کے حال پر چھوڑ و جو وہ چاہتا ہے اُسے چاہنے دو میں تمہیں اس اللہ کی یاددہانی کراتا ہوں جو تمہارے اور تمہارے دلوں کے درمیان حائل ہے کہ تم اللہ کا حق پہچانو اور اس حق والے عمل کرو اور اپنے نفسوں کو اللہ کی اطاعت پر مجبور کرو۔ تمہیں نعمتوں پر خوش بھی ہونا چاہئے لیکن یہ ڈر بھی ہونا چاہئے کہ نہ معلوم کب یہ نعمتیں تم سے چھن جائیں اور دوسروں کو مل جائیں کیونکہ کوئی چیز ناشکری سے زیادہ نعمت سے محروم کرانے والی نہیں ہے اور شکر کرنے سے نعمت بدل جانے سے محفوظ

ہو جاتی ہے اور اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ کام اللہ کی طرف سے میرے ذمّہ واجب ہے کہ میں تمہیں مفید کاموں کا حکم دوں اور نقصان دہ کاموں سے روکوں۔'' (تاریخ طبری جلد۳ صفحہ ۲۸۳)

جو شخص محمد ﷺ کے قتل ہونے کی خبر دے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا:

حضرت کلیبؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطاب فرمایا اور اس میں سورۂ آل عمران کی آیتیں پڑھیں جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ. (آل عمران:١٥٥)

ترجمہ: ''یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جنگ احد میں ہمیں شکست ہوگئی۔ میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا میں نے دیکھا کہ میں پہاڑی بکرے کی طرح چھلانگیں لگا کر بھاگ رہا ہوں اور لوگ کہہ رہے تھے کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ میں نے کہا جو یہ کہے گا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں میں اُسے قتل کر دوں گا۔ پھر ہم سب پہاڑ پر جمع ہوگئے اس پر یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ نازل ہوئی۔'' (تاریخ طبری)

حضرت کلیبؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں خطاب کیا اور منبر پر سورۂ آل عمران پڑھی، پھر فرمایا:

''اس سورت کا جنگ احد سے بہت تعلق ہے ہم جنگ احد کے دن حضور ﷺ کو چھوڑ کر ادھر اُدھر بکھر گئے تھے۔ میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں نے

ایک یہودی کو سنا، وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ میں نے کہا: میں جسے بھی یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے میں اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ پھر میں نے دیکھا تو مجھے ایک جگہ حضور ﷺ نظر آئے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس لوٹ کر آ رہے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ. (سورۂ آل عمران:۱۴۴)

ترجمہ: ’’اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں، آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے یا آپ ﷺ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے۔‘‘

(ابن المنذر)

اللہ کے لئے تواضع اختیار کرنے کا بدلہ

حضرت عُبداللہ بن عَدِی بن خیارؒ کہتے ہیں میں نے منبر پر حضرت عمر بن خطاب ؓ کو خطاب فرماتے ہوئے سنا:

’’جب بندہ اللہ کی وجہ سے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی قدر و منزلت بڑھا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں بلند ہو جا اللہ تجھے بلند کرے۔ یہ اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہوتا ہے اور جب بندہ تکبّر کرتا ہے اور اپنی حد سے آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے توڑ کر نیچے گرا دیتے ہیں اور فرما دیتے ہیں دُور ہو جا اللہ تجھے دُور کرے اور یہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کے نزدیک سُور سے بھی زیادہ حقیر ہو جاتا ہے۔‘‘ (الصابونی)

سود کے بارے قرآن پاک کی آخری آیت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہم میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''ہو سکتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دیتا ہوں جن میں آپ لوگوں کا فائدہ ہو اور ایسی چیزوں کا حکم دے دیتا ہوں جن میں آپ لوگوں کا فائدہ نہ ہو۔

قرآن میں سب سے آخر میں سود کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ ہمارے لئے ابھی سود کی اس آیت کی (موٹی موٹی اور بنیادی باتیں تو بیان فرما پائے تھے لیکن اس کی تفصیلی اور باریک باریک باتیں بیان نہ کر پائے تھے کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی (کیونکہ حضور ﷺ اس سے زیادہ اہم کاموں میں مشغول تھے) اس لئے جس صورت میں تمہیں سود کا کچھ کھٹکا ہو اُسے چھوڑ دیا کرو اور جس میں کوئی کھٹکا نہ ہو وہ اختیار کر لیا کرو۔''

(کنز العمال جلد۲ صفحہ ۲۳۲)

حج کا احرام باندھنے کے مقامات

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''تم میں سے جو بھی حج کا ارادہ کرے تو وہ صرف میقات سے ہی احرام باندھے اور احرام باندھنے کے لئے حضور ﷺ نے میقات مقرر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں: مدینہ والوں کے لئے اور دوسری جگہ کے رہنے والے مدینہ سے گزریں

تو ان کے لئے ذوالحلیفہ میقات ہے۔

شام والوں کے لئے اور دوسری جگہ کے رہنے والے شام سے گزریں تو ان کے لئے جُحفہ میقات ہے۔

نجد والوں کے لئے اور دوسری جگہ کے رہنے والے نجد سے گزریں تو ان کے لئے قرن میقات ہے۔

یمن والوں کے لئے یلملم اور عراق والوں اور باقی تمام لوگوں کے لئے ذاتِ عرق میقات ہے۔" (کنز العمال جلد۳ صفحہ ۳۰۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اور اس میں رجم کا یعنی زنا کرنے والے کو سنگسار کرنے کی سزا کا ذکر کیا اور فرمایا:

"رجم کے بارے میں دھوکہ نہ کھالینا کیونکہ (اگرچہ اس کا قرآن میں ذکر نہیں ہے لیکن) یہ بھی اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے ایک سزا ہے۔

غور سے سنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رجم کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے رجم کیا ہے۔ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ یوں کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی کتاب میں وہ چیز بڑھادی جو اس میں نہیں تھی تو میں قرآن کے کنارے پر یہ لکھ دیتا کہ عمر بن خطاب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، فلاں اور فلاں صحابی (رضی اللہ عنہم) اس بات کے گواہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے رجم کیا ہے۔

غور سے سنو! تمہارے بعد عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو رجم، دجّال، شفاعت، عذابِ قبر کو اور اُن لوگوں کو جو جَل جانے کے بعد جہنم سے نکلیں گے ان سب چیزوں کو جھٹلائیں گے۔" (ابویعلی)

حضرت سعید بن مُسیّبؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب منیٰ سے واپس ہوئے تو انہوں نے پتھریلے میدان میں اپنی سواری بٹھائی پھر کنکریوں کی ایک ڈھیری بنا کر اپنے کپڑے کا ایک کنارا اس ڈھیری پر ڈالا اور اس پر لیٹ گئے اور آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا کی:

''اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میری قوت کمزور ہوگئی ہے اور میری رعایا بہت پھیل گئی ہے، اس لئے اب مجھے اپنی طرف اِس طرح اٹھا لے کہ میں تیرے احکام کو نہ ضائع کرنے والا بنوں اور نہ ان میں کمی کرنے والا۔''

پھر جب حضرت عمرؓ مدینہ پہنچے تو لوگوں میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! کچھ اعمال تم پر فرض کئے گئے ہیں اور سنتیں تمہارے لئے صاف بیان کردی گئی ہیں اور تمہیں ایک واضح اور صاف مِلّت پر چھوڑا گیا ہے پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا اس کے بعد بھی تم دائیں بائیں ہو کر لوگوں کو گمراہ کرتے پھرو تو یہ الگ بات ہے۔

پھر تم اس بات سے بچو کہ رجم کی آیت کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤ اور تم میں سے کوئی یوں کہے کہ ہمیں کتاب اللہ میں زنا کے بارے میں دو سزائیں نہیں ملتیں (ایک رجم کی اور دوسری کوڑے مارنے کی بلکہ ہمیں تو صرف ایک سزا ملتی ہے یعنی کوڑے مارنے کی) میں نے خود دیکھا کہ حضور ﷺ نے رجم کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے۔

اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اللہ کی کتاب میں نئی چیز بڑھا دی تو میں یہ عبارت قرآن میں لکھ دیتا:

اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ.

''شادی شدہ مرد اور عورت جب زنا کریں تو دونوں کو ضرور رجم کرو۔''

کیونکہ (پہلے یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی اور) ہم قرآن میں اس کی تلاوت کیا کرتے تھے (بعد میں یہ الفاظ منسوخ ہو گئے لیکن ان کا حکم اب بھی باقی ہے) حضرت سعید کہتے ہیں، ابھی ذوالحجہ کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا گیا (اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔)

(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۹۰)

خواب میں مرغا دیکھنا اور بیوی کا تعبیر دینا

حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا پھر فرمایا:

''میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ میرے دنیا سے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سُرخ مرغے نے مجھے دو دفعہ چونچ ماری ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر (اپنی بیوی) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کیا۔ اُس نے کہا اس کی تعبیر یہ ہے کہ عجم کا ایک آدمی آپ کو قتل کرے گا۔

لوگ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دوں (خلیفہ مقرر کرنا ٹھیک تو ہے لیکن ضروری نہیں ہے) مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا دین اور خلافت دے کر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے کہ اُسے ہرگز ضائع نہیں ہونے دیں گے اگر (دُنیا سے جانے کا) میرا معاملہ جلدی ہو گیا تو یہ چھ آدمی جن سے دنیا سے جاتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے۔ آپس کے مشورے سے

اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنالیں۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ تم ان میں سے جس سے بھی بیعت کرو اس کی بات سنو اور مانو۔

اور مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگ اس امرِ خلافت میں اعتراض کریں گے، حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے میں نے اپنے اس ہاتھ سے اسلام پر جنگ کی ہے اگر وہ لوگ ایسا کریں گے تو وہ اللہ کے دشمن کافر اور گمراہ ہوں گے (اگر وہ اس اعتراض کو جائز سمجھتے ہیں پھر تو واقعی وہ کافر ہو جائیں گے ورنہ ان کا یہ عمل کافروں کے عمل کے مشابہ ہو جائے گا)۔

میں کوئی ایسی چیز چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں جو میرے نزدیک کلالہ کے معاملہ سے زیادہ اہم ہو (کلالہ وہ آدمی ہے جس کے نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ ہوں) اللہ کی قسم! جب سے میں حضور ﷺ کے ساتھ رہا ہوں حضور ﷺ نے کسی بھی چیز کے بارے میں میرے ساتھ اتنی سختی نہیں کی جتنی سختی میرے ساتھ اس کلالہ کے بارے میں کی ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلی میرے سینہ پر مار کر فرمایا، سورت نساء کے آخر میں گرمیوں میں جو آیت (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) نازل ہوئی ہے وہ تمہارے لئے کافی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو کلالہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ ہر پڑھے لکھے اور اَن پڑھ کو اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں شہروں کے گورنروں کو اس لئے بھیجتا ہوں تاکہ وہ لوگوں کو دین اور ان کے نبی کریم ﷺ کی سنت سکھائیں اور جو کوئی نیا یا پیچیدہ معاملہ ایسا پیش آ جائے جس کا انہیں حل سمجھ میں نہ آئے تو وہ اُسے

میرے پاس بھیج دیں۔

پھر اے لوگو! تم یہ دونوں سبزیاں کھاتے ہو میں تو انہیں برا ہی سمجھتا ہوں وہ لہسن اور پیاز ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ انہیں (مسجد میں) جس آدمی سے لہسن یا پیاز کی بُو آجاتی تھی تو اسے حضور ﷺ کے فرمانے پر ہاتھ سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال کر جنّتُ البقیع پہنچا دیا جاتا تھا۔ لہٰذا جو شخص لہسن یا پیاز ضرور ہی کھانا چاہتا ہے وہ انہیں پکا کر (انکی بُو) مار دے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بیان جمعہ کے دن فرمایا اور اس کے بعد بدھ کے دن انہیں حملہ کر کے زخمی کر دیا گیا جبکہ ذوالحجہ کے ختم ہونے میں چار دن باقی تھے۔ (ابن سعد، کنز العمال جلد۲ صفحہ۱۵۲)

حضرت یسار بن معرورؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں خطاب فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! حضور ﷺ نے یہ مسجد بنائی اور مسجد بنانے میں ہم مہاجرین اور انصار بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب مسجد میں مجمع زیادہ ہو جائے تو تم میں سے ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے آگے والے بھائی کی پشت پر سجدہ کر لے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو راستہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا مسجد میں نماز پڑھو۔" (الطبرانی، کنز العمال جلد۴ صفحہ۵۹)

حضور ﷺ نے متعہ کو حرام قرار دیا تھا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''حضور ﷺ نے ہمیں متعہ کی تین دن کے لئے اجازت دی تھی پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیشہ کے لئے متعہ کو حرام فرما دیا تھا (متعہ یہ ہے کہ آدمی ایک مقررہ وقت تک کے لئے شادی کرے۔ خیبر سے پہلے متعہ والا نکاح حلال تھا۔ خیبر کے بعد حضور ﷺ نے حرام قرار دے دیا تھا پھر فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے متعہ کی صحابہؓ کو اجازت دی تھی۔ پھر تین دن کے بعد اسے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا تھا)

اللہ کی قسم! اب مجھے جس کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس نے متعہ والا نکاح کیا ہے تو میں اسے سنگسار کر دوں گا یا وہ میرے پاس چار ایسے گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ حضور ﷺ نے متعہ کو حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا اور جو غیر شادی شدہ آدمی مجھے ایسا ملا جو متعہ والا نکاح کرے تو میں اُسے سو کوڑے ماروں گا یا وہ میرے پاس ایسے چار گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ حضور ﷺ نے متعہ حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔'' (ابن عساکر کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۹۴)

باندیوں کے احکام

حضرت عبداللہ بن سعید کے دادا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو منبر پر خطاب فرماتے ہوئے سنا:

''اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو عجمی ملکوں میں سے ان کی عورتیں اور بچے مال غنیمت میں (باندی اور غلام بنا کر) اتنے دے دیئے ہیں کہ نہ تو اتنے حضور ﷺ کو دیئے تھے اور نہ حضرت ابوبکر ؓ کو اور مجھے پتہ چلا ہے کہ بہت سے مرد ان عورتوں سے صحبت کرتے ہیں (کیونکہ یہ

باندیاں ہیں اور باندیوں سے صحبت کرنا مالک کے لئے جائز ہے) اب جس عجمی باندی سے تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو تم اُسے نہ بیچنا کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ آدمی کو پتہ بھی نہ چلے اور وہ اپنی کسی محرم عورت سے صحبت کرلے (ہوسکتا ہے کہ آدمی باندی کو بیچ دے اور باندی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ اُسی آدمی کا بیٹا تھا وہ اسی کے پاس رہ گیا۔ بعد میں اس لڑکے نے اسی باندی کو خرید لیا اور اسے پتہ نہیں ہے کہ یہ اس کی ماں ہے)۔''

(بیہقی، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۹۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت

حضرت معرور یا ابن معرور تمیمیؒ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی جگہ سے دو سیڑھی نیچے بیٹھ گئے۔ وہاں میں نے ان کو یہ خطاب فرماتے ہوئے سنا:

''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور جسے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا والی و حاکم بنادیں، اُس کی بات سنو اور مانو۔''

(تاریخ طبری، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۸)

جو شخص جھوٹ بولے گا وہ گناہ بھی کرے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے خطاب میں فرمایا کرتے تھے:

''تم میں سے وہ آدمی کامیاب رہا جو خواہش پر چلنے، غصہ میں آنے اور لالچ میں پڑنے سے محفوظ رہا اور جسے گفتگو میں سچ بولنے کی توفیق دی گئی کیونکہ سچ اُسے خیر کی طرف لے جائے گا۔ اور جو شخص جھوٹ بولے گا وہ گناہ کے کام

کرے گا اور جو گناہ کے کام کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔

گناہ کے کاموں سے بچو اور اُس شخص کا کیا گناہ کرنا جو مٹی سے پیدا ہوا اور مٹی کی طرف لوٹ جائے گا۔ آج وہ زندہ ہے کل مُردہ ہوگا۔ روزانہ کا کام روزانہ کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔" (بیہقی، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۸)

جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا

حضرت قبیصہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر خطاب فرماتے ہوئے سنا:

"جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا، جو معاف نہیں کرتا اسے معاف نہیں کیا جاتا اُس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی، جو (برے کاموں سے) نہیں بچتا اُسے (عذاب سے) نہیں بچایا جاتا۔" (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۷)

لالچ فقر کی نشانی ہے

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ لالچ فقر کی نشانی ہے اور نا اُمیدی سے انسان غنی ہو جاتا ہے۔ آدمی جب کسی چیز سے نا امید ہو جاتا ہے تو آدمی کو اس کی ضرورت نہیں رہتی۔" (ابو نعیم)

دعا: اے اللہ! اپنی امان کے ذریعہ ہماری حفاظت فرما

حضرت عبداللہ بن خراشؒ کے چچا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو خطاب میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اے اللہ! اپنی امان کے ذریعہ ہماری حفاظت فرما اور ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم

رکھ اور اپنے فضل سے ہمیں رزق عطا فرما۔"

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جس چیز کی چاہی اجازت دے دی

حضرت ابو سعیدؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے لوگوں میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جس چیز کی چاہی اجازت دے دی چنانچہ حضور ﷺ نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا بعد میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اسی احرام میں عمرہ کی نیت بھی کر لی اب ایسا کرنے کی امت کو اجازت نہیں ہے۔ (حضور ﷺ کو ۹ ازواج مطہراتؓ ایک ساتھ جمع کرنے کی اجازت تھی لیکن اُمت کے لیے صرف چار بیویوں کی اجازت ہے) اور اب اللہ کے نبی اپنے راستہ پر (دنیا سے) تشریف لے جا چکے ہیں۔ لہٰذا حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے ایسے پورا کرو جیسے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے اور ان عورتوں کی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔" (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۷)

جو شخص دنیا میں ریشم کا لباس پہنے گا اسے آخرت میں نہیں پہنایا جائے گا:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو خطاب میں فرماتے ہوئے سنا کہ:

"میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مرد دنیا میں ریشم پہنے گا اسے آخرت میں ریشم نہیں پہنایا جائے گا۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے غلام حضرت ابو عبیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب ؓ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ انہوں نے اذان اور اقامت

کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا:

''اے لوگو! حضور ﷺ نے ان دو دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے: ایک تو عید الفطر کا دن جس دن تم رمضان کے روزوں سے افطار کرتے ہو اور عید مناتے ہو اور دوسرا وہ دن جس دن تم لوگ اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔'' (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۴)

عمل کا مدار نیت پر ہے

حضرت علقمہ بن وقاص لیثیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو لوگوں میں خطاب کرتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے:

''میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور آدمی کو عمل پر وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔ لہٰذا جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہی شمار ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اُسی چیز کے لئے شمار ہوگی جس کی نیت سے اُس نے ہجرت کی ہوگی۔'' (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۴)

قحط اور حضرت عمر ؓ کی دُعا

حضرت سلیمان بن یسارؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے رمادہ کی قحط سالی کے زمانے میں خطاب کیا جس پر ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور تمہارے جو کام لوگوں سے چھپے ہوئے ہیں ان میں بھی اللہ سے ڈرو مجھے تمہارے ذریعہ سے آزمایا جا رہا

ہے اور تمہیں میرے ذریعہ سے۔

اب مجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے ناراض ہو کر جو یہ قحط سالی بھیجی ہے وہ کس سے ناراض ہے؟ وہ مجھ سے ناراض ہے اور تم سے نہیں یا تم سے ناراض ہے مجھ سے نہیں یا مجھ سے اور تم سے دونوں سے ہی ناراض ہے۔ آؤ ہم اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے دلوں کو ٹھیک کر دے اور ہم پر رحم فرمائے اور یہ قحط ہم سے دور کر دے۔"

راوی کہتے ہیں اُس دن دیکھا گیا کہ حضرت عمرؓ دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور لوگ بھی دعا کر رہے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ اور لوگ تھوڑی دیر روتے رہے پھر حضرت عمرؓ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۲۲)

اس اُمّت پر سب سے زیادہ ڈر کس کا ہے

حضرت ابوعثمان نہدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ لوگوں میں خطاب کر رہے تھے میں ان کے منبر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ آپؓ نے خطاب میں فرمایا:

"میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا مجھے اس امت پر سب سے زیادہ ڈر اُس منافق کا ہے جو زبان کا خوب جاننے والا ہو یعنی جسے باتیں بنانی خوب آتی ہوں۔" (احمد جلد ۱ صفحہ ۴۴)

خطباتِ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

بہت ہی مختصر پہلا خطاب:

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن مخزومیؒ کہتے ہیں کہ جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے باہر آ کر لوگوں میں خطاب فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''اے لوگو! پہلی مرتبہ سوار ہونا مشکل ہوتا ہے آج کے بعد اور بھی دن ہیں۔ اگر میں زندہ رہا تو تم ایسا بیان سنو گے جو صحیح ترتیب سے ہوگا۔ ہم تو بیان کرنے والے نہیں ہیں۔ اللہ ہمیں بیان کا صحیح طریقہ سکھا دیں گے۔

(ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۶۲)

موت کا فرشتہ تم سے غافل نہیں ہوتا:

حضرت بدر بن عثمانؒ کے چچا بیان کرتے ہیں کہ جب اہل شوریٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو گئے تو اس وقت وہ بہت غمگین تھے، اُن کی طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔ وہ حضور ﷺ کے منبر پر تشریف لائے اور لوگوں میں خطاب فرمایا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا اس کے بعد فرمایا:

''تم ایسے گھر میں ہو جہاں سے تمہیں کوچ کر جانا ہے اور تمہاری عمر تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔ لہٰذا تم جو خیر کے کام کر سکتے ہو موت سے پہلے کر لو۔ صبح اور شام موت تمہیں آنے ہی والی ہے۔ غور سے سنو! دنیا سراسر دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے)

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ. (سورۂ لقمان:۳۳)

ترجمہ: ”سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ وہ دھوکہ باز (شیطان) اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔“

اور جو لوگ جا چکے اُن سے عبرت حاصل کرو اور خوب محنت کرو اور غفلت سے کام نہ لو کیونکہ موت کا فرشتہ تم سے کبھی غافل نہیں ہوتا کہاں ہیں دنیا کے وہ بھائی اور بیٹے؟ جنہوں نے دنیا میں کھیتی باڑی کی اور اسے خوب آباد کیا اور لمبی مدت تک اس سے فائدہ اٹھایا؟ کیا دنیا نے انہیں پھینک نہیں دیا؟ چونکہ اللہ نے دنیا کو پھینکا ہوا ہے، اس لئے تم بھی اسے پھینک دو اور آخرت کو طلب کرو کیونکہ اللہ نے دنیا کی اور آخرت کی جو کہ دنیا سے بہتر ہے دونوں کی مثال اس آیت میں بیان کی:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُّقْتَدِرًا. اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا. (سورۂ کہف: ۴۵-۴۶)

ترجمہ: ”اور آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمائیے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لئے پھرتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمالِ صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی۔“

خطاب کے بعد لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے لگے۔ (تاریخ طبری جلد۳ صفحہ ۳۰۵)

دنیا صرف اسے چھوڑتی ہے جو اسے چھوڑ دے:

حضرت عتبہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے کے بعد لوگوں میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''اما بعد! مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے جسے میں نے قبول کرلیا ہے۔ غور سے سنو! (حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے) میں پیچھے چلوں گا اور اپنے پاس سے گھڑ کر نئی باتیں نہیں لاؤں گا۔

توجہ سے سنو! اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کے بعد میرے اوپر تمہارے تین حق ہیں۔ (۱) پہلا حق یہ ہے کہ جس چیز میں آپ لوگ متفق ہیں اور اس کا ایک راستہ مقرر کرلیا ہے اس میں اپنے سے پہلوں کے طریقہ پر چلوں اور (۲) دوسرا حق یہ ہے کہ جس چیز میں آپ سب لوگوں نے مل کر کوئی راستہ مقرر نہیں کیا ہے اس میں خیر والوں کے راستہ پر چلوں اور (۳) تیسرا حق یہ ہے کہ میں آپ لوگوں سے اپنے ہاتھ رو کے رکھوں آپ لوگوں کو کسی قسم کی سزا نہ دوں۔ ہاں آپ لوگ ہی خود کوئی ایسا کام کر بیٹھیں جس پر سزا دینا میرے ذمہ واجب ہو تو یہ الگ بات ہے۔

غور سے سنو! دنیا سرسبز و شاداب ہے اور تمام لوگوں کے دلوں میں اس کی رغبت رکھی ہوئی ہے اور بہت لوگ اس کی طرف مائل ہو چکے ہیں، لہٰذا تم دنیا کی طرف مت جھکو اور اس پر بھروسہ نہ کرو یہ بھروسے کے قابل نہیں اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا صرف اسے چھوڑتی ہے جو اسے چھوڑ دے۔''

(تاریخ ابن جریر جلد۳ صفحہ ۴۴۶)

اللہ سے ملاقات ضرور ہونی ہے:

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان ﷛ نے خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''اے ابن آدم! یہ بات جان لو کہ موت کا فرشتہ تمہارے لئے مقرر کیا گیا ہے جب سے تم دنیا میں آئے ہو وہ تمہیں چھوڑ کر دوسروں کے پاس جا رہا تھا لیکن اب اس نے دوسروں کو چھوڑ کر تمہارے پاس آنے کا ارادہ کر لیا ہے اس لئے اپنے بچاؤ کا سامان لے لو اور موت کی تیاری کر لو اور غفلت سے کام نہ لو کیونکہ موت کا فرشتہ تم سے بالکل غافل نہیں ہے۔

اور اے ابن آدم! جان لو کہ اگر تم اپنے بارے میں غفلت میں پڑ گئے اور تم نے موت کی تیاری نہ کی تو تمہارے علاوہ کوئی اور یہ تیاری نہیں کرے گا اور اللہ سے ملاقات ضرور ہونی ہے، اس لیے اپنے لئے نیک اعمال لے لو اور یہ کام دوسروں پر نہ چھوڑو۔ فقط والسلام (الدینوری وابن عساکر، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان ﷛ نے لوگوں میں خطاب فرمایا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''اللہ کا تقوی اختیار کرو کیونکہ اللہ کا تقویٰ غنیمت ہے۔ سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پالے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور قبر کے اندھیرے کے لئے اللہ کے نور میں سے نور حاصل کرے۔

بندے کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے حشر کے دن

اندھا بنا کر نہ اُٹھائیں حالانکہ وہ دنیا میں آنکھوں والا تھا اور سمجھدار آدمی کو تو چند جامع کلمات کافی ہو جاتے ہیں جن کے الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں اور بہرے آدمی کو دور سے پکارنا پڑتا ہے اور یقین رکھو کہ جس کے ساتھ اللہ ہوگا وہ کسی چیز سے نہیں ڈرے گا اور اللہ جس کے خلاف ہوگا وہ اللہ کے علاوہ اور کس سے مدد کی امید کر سکتا ہے۔ (الدینوری، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۲۴)

اللہ اعمال کی چادر پہنائیں گے:

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان ؓ کو منبر پر دیکھا وہ خطاب فرما رہے تھے:

''اے لوگو! تم چھپ کر جو عمل کرتے ہو ان میں اللہ سے ڈرو کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! جو بھی کوئی عمل چھپ کر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس عمل کی چادر علی الاعلان ضرور پہنائیں گے۔ اگر خیر کا عمل کیا ہوگا تو اسے خیر کی چادر پہنائیں گے اور برا عمل کیا ہوگا تو اسے بُری چادر پہنائیں گے۔ پھر حضرت عثمان ؓ نے یہ آیت پڑھی:

وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ. (سورۃ اعراف:۲۶)

''اور زینت اور تقوی کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔''

اس میں حضرت عثمان ؓ نے وَرِيَاشًا پڑھا اور وَرِيْشًا نہ پڑھا (جو کہ مشہور قراءت ہے) زینت اور تقوی والے لباس سے مراد اچھی عادتیں ہیں۔'' (ابن جریر، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

حضور ﷺ اور ہمارا ساتھ:

حضرت عباد بن زاہرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! ہم لوگ سفر و حضر میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ ہمارے بیماروں کی عیادت فرماتے تھے اور ہمارے جنازوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے اور ہمارے ساتھ غزوہ میں جاتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس کم یا زیادہ جتنا ہوتا اُسی سے ہم سے غم خواری فرماتے اور اب کچھ لوگ مجھے حضور ﷺ کے بارے میں کچھ بتا رہے ہیں حالانکہ ان لوگوں نے تو شاید حضور ﷺ کو دیکھا بھی نہیں ہوگا۔''

احمد اور ابو یعلی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے اس پر اَعْیَن بن اِمرأۃُ الفرزدق نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے نَعْثَل! (مصر کے ایک آدمی کا نام نَعْثَل تھا اس کی داڑھی لمبی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی بھی لمبی تھی۔ معترضین کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں اس کے علاوہ اور کوئی کمی ملتی نہیں تھی، اس لئے اس سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کے نام سے پکارا کرتے تھے) آپ نے تو سب کچھ بدل دیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا، ''یہ کون ہے؟'' لوگوں نے بتایا یہ اَعْیَن ہے۔

تو فرمایا، ''نہیں اے غلام! تو نے بدلا ہے۔''

اس پر لوگ اَعْیَن پر جھپٹے۔ بنولیث کا ایک آدمی لوگوں کو اَعْیَن سے ہٹانے لگا اور وہاں سے بچا کر اَعْیَن کو اپنے گھر لے گیا۔ (الہیثمی جلد ۷ صفحہ ۲۲۸)

چھوٹی عمر کی کمائی چوری کا سبب:

حضرت مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو خطاب میں فرماتے ہوئے سنا کہ

''چھوٹی عمر کے غلام کو کما کر لانے کا مکلّف نہ بناؤ کیونکہ اگر تم اسے کمانے کا مکلّف بناؤ گے تو وہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے کما نہیں سکے گا اس لئے چوری شروع کر دے گا۔

ایسے ہی جو باندی کوئی کام یا ہنر نہ جانتی ہو اُسے بھی کما کر لانے کا مکلّف نہ بناؤ کیونکہ اگر تم اُسے کما کر لانے کا مکلّف بناؤ گے تو اسے کوئی کام اور ہنر تو آتا نہیں اس لئے وہ اپنی شرم گاہ کے ذریعہ یعنی زنا کے ذریعہ کمانے لگ جائے گی اور پاکدامنی اختیار کئے رہو کیونکہ اللہ نے تمہیں پاکدامنی عطا فرما رکھی ہے اور کھانے کی صرف وہ چیزیں استعمال کرو جو حلال اور پاکیزہ ہیں۔'' (الشافعی والبیہقی جلد ۸ صفحہ ۹)

اے لوگو! جوا کھیلنے سے بچو!

حضرت زبید بن صلتؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو منبر پر خطاب فرماتے ہوئے سنا:

''اے لوگو! جوا کھیلنے سے بچو یعنی نَرد نہ کھیلا کرو کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگوں کے گھروں میں نَرد کھیل کے آلات ہیں، اس لئے جس کے گھر میں یہ آلات موجود ہیں وہ یا تو انہیں جلا دے یا توڑ دے۔''

اور دوسری مرتبہ حضرت عثمانؓ نے منبر پر فرمایا:

''اے لوگو! میں نے اس نرد کھیل کے بارے میں بات کی تھی لیکن ایسا نظر آرہا ہے کہ تم لوگوں نے اس کھیل کے آلات کو گھروں سے ابھی نہیں نکالا ہے اس لئے میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ حکم دے کر لکڑیوں کے گٹھڑ جمع کراؤں اور جن گھروں میں یہ آلات ہیں ان سب کو آگ لگادوں۔'' (بیہقی، کنزالعمال جلد۷ صفحہ۲۳۴)

منٰی میں نماز کی ترتیب:

حضرت عبدالرحمٰن بن حمید کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ﷺ نے منٰی میں نماز پوری پڑھائی (حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حج کے موقع پر منٰی کے دنوں میں ظہر، عصر، عشاء تینوں نمازوں میں دو دو رکعت نماز پڑھاتے رہے۔ شروع میں حضرت عثمان ﷺ بھی دو دو رکعت پڑھاتے رہے لیکن پھر چار چار رکعت پڑھانے لگے تھے) پھر لوگوں میں میں خطاب کیا جس میں فرمایا:

''اے لوگو! اصل سُنّت تو وہ ہے جو حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے دو ساتھیوں (حضرت ابوبکر ﷺ اور حضرت عمر ﷺ) نے کیا لیکن اس سال لوگ حج پر بہت آئے ہیں، اس لئے مجھے ڈر ہوا کہ لوگ دو رکعت پڑھنے کو مستقل سُنّت نہ بنالیں (اس لئے میں نے چار پڑھائیں) (بیہقی، کنزالعمال جلد۴ صفحہ۲۲۹)

حضور ﷺ کا قبر کو دیکھ کر رونا:

حضرت قتیبہ بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے ہم میں بیان کیا اور اُس نے قبر کا تذکرہ کیا اور مسلسل کہتا رہا کہ یہ قبر تنہائی کا گھر ہے اور اجنبیّت اور بیگانگی کا گھر ہے۔ یہاں تک کہ خود بھی رونے لگا اور آس پاس والوں کو بھی رُلادیا پھر کہا میں نے امیر المؤمنین

عبدالملک کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے مروان کو بیان میں کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان ﷜ نے ہم میں خطاب کیا جس میں فرمایا:

''حضور ﷺ نے جب بھی کسی قبر کو دیکھا یا اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ ضرور روئے۔'' (ابن عساکر، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

ناپ تول کر کے بیچو:

حضرت سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان ﷜ کو منبر پر خطاب میں فرماتے ہوئے سنا کہ

''میں بنو قینقاع کے ایک یہودی خاندان سے کھجوریں خریدتا تھا اور آگے نفع پر بیچتا تھا۔ حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا: اے عثمان! جب خرید ا کرو تو پیمانہ سے ناپ کر لیا کرو اور جب بیچا کرو تو دوبارہ پھر پیمانہ سے ناپ کر دیا کرو۔'' (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۶۲)

کبوتر بازی منع ہے:

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عثمان ﷜ کی خدمت میں حاضر تھا آپ ﷜ خطاب میں تکلیف دہ کتوں کو مارنے کا اور کھیل کے طور پر اُڑائے جانے والے کبوتروں کو ذبح کر دینے کا حکم دے رہے تھے (جو دوسرے کبوتروں کو لے آتے ہوں۔)'' (احمد)

باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دو:

حضرت بدر بن عثمانؒ کے چچا کہتے ہیں کہ کہ مجمع میں حضرت عثمان ﷜ نے آخری خطاب میں یہ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا اس لئے دی ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ سے آخرت حاصل کرو اور اس لئے نہیں دی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ دُنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ نہ تو فانی دنیا کی وجہ سے اِترانے لگو اور نہ اس کی وجہ سے آخرت سے غافل ہو جاؤ۔ فانی دنیا پر ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دو کیونکہ دنیا ختم ہو جائے گی اور ہم سب نے لَوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اللہ سے ڈرنا ہی اُس کے عذاب سے ڈھال اور اُس کی بارگاہ میں پہنچنے کا وسیلہ ہے اور احتیاط سے چلو اللہ تمہارے حالات نہ بدل دے اور اپنی جماعت سے چمٹے رہو اور مختلف گروہ نہ بن جاؤ۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا. (سورہ آل عمران:۱۰۳)

ترجمہ: ''اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اُس کو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں اُلفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔'' (تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۴۲۶)

خطباتِ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

اللہ نے بہت سی چیزوں کو قابل احترام بنایا ہے:

حضرت علی بن حسینؒ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین بننے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو سب سے پہلا خطاب کیا، اُس میں پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''اللہ نے ہدایت دینے والی کتاب نازل فرمائی اور اس میں خیر وشر سب بیان کر دیا، لہٰذا تم خیر کرلو اور شر کو چھوڑ دو اور تمام فرائض ادا کر کے اللہ کے ہاں بھیج دو اللہ ان کے بدلے میں تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے۔

اللہ نے بہت سی چیزوں کو قابل احترام بنایا ہے جو سب کو معلوم ہے لیکن ان تمام چیزوں پر مسلمان کی حرمت کو فوقیت عطا فرمائی ہے اور اللہ نے اخلاص اور وحدانیت کے یقین کے ذریعہ مسلمانوں کو مضبوط کیا ہے۔

کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ناحق تکلیف سے تمام لوگ محفوظ رہیں۔ کسی مسلمان کو ایذاء پہنچانا حلال نہیں ہے، البتہ قصاص اور بدلہ میں جو تکلیف دینا شرعاً واجب ہو جائے اس کی اور بات ہے۔

قیامت اور موت کے آنے سے پہلے پہلے اعمالِ صالحہ کرلو کیونکہ بہت سے لوگ تم سے آگے جا چکے ہیں اور تمہارے پیچھے قیامت آ رہی ہے جو تمہیں ہانک رہی ہے۔ ہلکے پھلکے رہو یعنی گناہ نہ کرو اگلوں سے جا ملو گے کیونکہ اگلے لوگ پچھلوں کا انتظار کر رہے ہیں۔

اللہ کے بندو! اللہ کے بندوں اور شہروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا حتیٰ کہ زمین کے ٹکڑوں اور

جانوروں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو۔ جب تمہیں خیر کی کوئی چیز نظر آئے تو اُسے لے لو اور جب شر نظر آئے تو اُسے چھوڑ دو اور اُس وقت کو یاد رکھو جب تم تھوڑے تھے اور سرزمین مکہ میں تم کمزور سمجھے جاتے تھے۔‘‘

(طبری جلد۲ صفحہ ۴۵۷)

خاندان اور کنبہ کی اہمیت:

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

’’آدمی سے اس کے کنبہ کو اتنے فائدے حاصل نہیں ہوتے جتنے کنبہ سے آدمی کو حاصل ہوتے ہیں کیونکہ اگر آدمی کنبہ کی مدد سے اپنا ہاتھ روکتا ہے تو صرف ایک ہاتھ رُکتا ہے اور کُنبہ والے اپنے ہاتھ روک لیں تو پھر کئی ہاتھ رُک جاتے ہیں اور کُنبہ کی طرف سے آدمی کو محبت، حِفاظت اور نُصرت ملتی ہے۔

بعض دفعہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی خاطر ناراض ہوتا ہے حالانکہ وہ اس دوسرے آدمی کو صرف اس کے خاندانی نسب کی وجہ سے ہی جانتا ہے۔ میں تمہیں اس بارے میں اللہ کی کتاب میں بہت سی آیتیں پڑھ کر سناؤں گا۔‘‘

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ. (سورۃ ہود:۸۰)

ترجمہ:’’کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا۔‘‘

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’یہ جو حضرت لوط علیہ السلام نے رکن شدید یعنی مضبوط پایہ فرمایا ہے اس سے مراد کُنبہ ہے کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کا کوئی کنبہ نہیں تھا۔ اُس ذات کی

قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ نے جو نبی بھی بھیجا وہ اپنی قوم کے بڑے کنبہ میں سے ہوتا تھا۔"

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت پڑھی:

وَاِنَّا لَنَرٰکَ فِیْنَا ضَعِیْفًا. (سورۃ ہود:۹۱)

ترجمہ: "اور ہم تم کو اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"حضرت شعیب علیہ السلام چونکہ نابینا تھے، اس لئے ان لوگوں نے آپ کو کمزوری کی طرف منسوب کیا۔

وَلَوْلَا رَھْطُکَ لَرَجَمْنٰکَ. (سورۃ ہود:۹۱)

ترجمہ: "اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اُس ذات کی قسم جس کے سِوا کوئی معبود نہیں! انہیں اپنے رب کے جلال کا ڈر تو تھا نہیں البتہ حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کا ڈر تھا۔"

(کنز العمال جلد ا صفحہ ۲۵۰)

روزہ صرف کھانے پینے کو چھوڑنے کا نام نہیں:

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ جب رمضان شریف آتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خطاب فرماتے اور اس میں یہ ارشاد فرماتے:

"یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے کو اللہ نے فرض کیا اور اس کی تراویح کو (ثواب کی چیز بنایا لیکن) فرض نہیں کیا اور آدمی کو یہ بات کہنے سے بچنا چاہئے کہ جب فلاں روزہ رکھے گا تو میں بھی روزہ رکھوں گا اور جب فلاں

روزہ رکھنا چھوڑ دے گا تو میں بھی چھوڑ دوں گا۔

غور سے سنو! روزہ صرف کھانے، پینے کے چھوڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ انہیں تو چھوڑنا ہے ہی لیکن اصل روزہ یہ ہے کہ آدمی جھوٹ، غلط اور بیہودہ باتوں کو بھی چھوڑ دے۔

توجہ سے سنو! رمضان کے مہینہ کو اس کی جگہ سے آگے نہ لے جاؤ وہیں رہنے دو، اس لئے جب تمہیں رمضان کا چاند نظر آجائے تو روزے شروع کردو اور جب عید کا چاند نظر آئے تو روزے رکھنے چھوڑ دو اور اگر رمضان کی ۲۹ کو غروب کے وقت اَبر ہو تو پھر مہینہ کی ۳۰ کی گنتی پوری کرو۔

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ یہ تمام باتیں فجر اور عصر کے بعد کہا کرتے تھے۔ (بیہقی، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۲۲)

جہنم کی آگ قبر سے بھی زیادہ سخت ہے:

ایک مرتبہ حضرت علی ؓ نے خطاب کیا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر موت کا تذکرہ کیا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

''اللہ کے بندو! اللہ کی قسم! موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے اگر تم (تیاری کرکے) اس کے لئے ٹھہر جاؤ گے تو بھی وہ تمہیں پکڑ لے گی اور اگر (اس کے لئے تیاری نہیں کروگے بلکہ) اس سے بھاگو گے تو بھی وہ تمہیں آپکڑے گی، اس لئے اپنی نجات کی فکر کرو، نجات کی فکر کرو اور جلدی کرو، جلدی کرو۔

ایک چیز تلاش میں تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے جو بہت تیز ہے اور وہ ہے قبر۔ لہٰذا قبر کے بھینچنے سے، اس کی اندھیری سے اور اس کی وحشت سے بچو۔

غور سے سنو! قبر یا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ۔

غور سے سنو! قبر روزانہ تین مرتبہ یہ اعلان کرتی ہے میں تاریکی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں۔ غور سے سنو! قبر کے بعد وہ جگہ ہے جو قبر سے بھی زیادہ سخت ہے وہ جہنم کی آگ ہے جو بہت گرم اور بہت گہری ہے۔ جس کے زیور (یعنی سزا دینے کے آلات) لوہے کے ہیں جس کے نگران فرشتے کا نام مالِک ہے۔ جس میں اللہ کی طرف سے کسی طرح کی نرمی یا رحم کا ظہور نہیں ہوگا۔

توجہ سے سنو! اس کے بعد ایسی جنت ہے۔ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اللہ ہمیں اور آپ کو متقیوں میں سے بنائے اور دردناک عذاب سے بچائے۔

(تاریخ ابن عساکر، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۱۱۰)

اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا:

حضرت اصبغ بن نُباتہ بھی اسی خطاب کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور موت کا ذکر کیا اور پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا اور قبر جو یہ اعلان کرتی ہے کہ میں تنہائی کا گھر ہوں اس کے بعد اس روایت میں یہ ہے کہ:

"غور سے سنو! قبر کے بعد (قیامت کا) ایک ایسا دن ہے جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھے مدہوش۔ اور تمام حمل والیاں (دن پورے ہونے سے پہلے ہی) اپنا حمل ڈال دیں گی اور (اے مخاطب!) تمہیں

لوگ نشہ کی حالت میں نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن اُس دن اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا۔"

اور ایک روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ رونے لگے اور ان کے ارد گرد کے تمام مسلمان بھی رونے لگے۔ (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۶)

دنیا اور اس کی اصل حقیقت:

حضرت صالح عجلیؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا:

"اللہ کے بندو! دنیاوی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے کیونکہ یہ ایسا گھر ہے جو بلاؤں سے گھِرا ہوا ہے اور جس کا ایک دن فنا ہو جانا مشہور ہے اور جس کی خاص صفت بدعہدی کرنا ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ زوال پذیر ہے اور دنیا اپنی جگہ بدلتی رہتی ہے، کبھی کسی کے پاس اور کبھی کسی کے پاس۔ اور اس میں اُترنے والے اس کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکتے اور دنیا والے خوب فراوانی اور خوشیوں میں ہوتے ہیں اور اچانک آزمائش اور دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

دنیا کے عیش و عشرت میں لگنا قابلِ مذمّت کام ہے اور اس کی فراوانی ہمیشہ نہیں رہتی اور دنیا والے خود دنیا کے لئے نشانہ ہیں ان پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انہیں توڑتی رہتی ہے۔

اللہ کے بندو! تمہارا دنیا کا راستہ ان لوگوں سے الگ نہیں ہے جو دنیا سے جاچکے ہیں جن کی عمریں تم سے زیادہ لمبی تھیں اور جن کی پکڑ تم سے زیادہ سخت تھی اور جنہوں نے تم سے زیادہ شہر آباد کئے تھے اور جن کی آبادی کے نشانات بہت زیادہ عرصے تک رہے تھے اور ان کی آوازوں کا شور بہت

زمانے تک رہا تھا لیکن اب اُن کی یہ آوازیں بالکل خاموش اور بجھ چکی ہیں اور اب ان کے جسم بوسیدہ اور ان کے شہر خالی ہو چکے ہیں اور ان کے تمام نشانات مِٹ چکے ہیں اور قلعی اور چونے والے محلات، مُزیّن تختوں اور بچھے ہوئے گاؤتکیوں کے بجائے اب انہیں چٹانیں اور پتھر مل گئے ہیں جو ان کی بغلی قبروں میں رکھے ہوئے ہیں اور گارے سے بنے ہوئے ہیں اور ان کی قبروں کے سامنے کی جگہ ویران اور بے آباد پڑی ہوئی ہے اور مٹی کے گارے سے ان قبروں پر لپائی کی گئی ہے۔

ان قبروں کی جگہ آبادی کے قریب ہے لیکن ان میں رہنے والے بہت دور چلے جانے والے مسافر ہیں۔ ان کی قبروں کی جگہ آبادی کے درمیان ہے لیکن یہ قبروں والے وحشت اور تنہائی محسوس کرتے ہیں۔ ان کی قبریں کسی محلہ میں ہیں لیکن یہ قبروں والے اپنے ہی میں مشغول ہیں اور انہیں آبادی سے کوئی اُنس نہیں ہے حالانکہ یہ قبروں والے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور ان کی قبریں پاس پاس ہیں لیکن ان میں پڑوسیوں والا کوئی جوڑ نہیں ہے اور ان میں آپس میں جوڑ ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ بوسیدگی نے انہیں پیس رکھا ہے اور چٹانوں اور گیلی مٹی نے انہیں کھا رکھا ہے۔

پہلے یہ لوگ زندہ تھے اب مر چکے ہیں اور عیش ولذت والی زندگی گزار کر اب ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں ان کے مرنے پر ان کے دوستوں کو بہت دکھ ہوا اور مٹی میں انہوں نے بسیرا اختیار کر لیا ایسے سفر پر گئے ہیں جہاں سے واپسی نہیں۔

ہائے افسوس، ہائے افسوس! ہرگز ایسا نہیں ہوگا یہ اس کی صرف ایک بات ہی بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے آڑ یعنی عالم برزخ ہے

اس دن تک کے لئے جس دن لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور تم بھی ایک دن ان کی طرح قبرستان میں اکیلے رہو گے اور بوسیدہ ہو جاؤ گے اور تمہیں بھی اس لیٹنے کی جگہ کے سپرد کر دیا جائے گا اور یہ قبر کا امانت خانہ تمہیں اپنے میں سمیٹ لے گا۔

تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمام کام ختم ہو جائیں گے اور قبروں کے مردے زندہ کر کے کھڑے کر دیئے جائیں گے اور جو کچھ دلوں میں ہے وہ سب کھول کر رکھ دیا جائے گا اور تمہیں جلال و دبدبہ والے بادشاہ کے سامنے اندر کی ساری باتیں ظاہر کرنے کے لئے کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر گذشتہ گناہوں کے ڈر سے دِل اُڑنے لگ جائیں گے اور تمہارے اوپر سے تمام رکاوٹیں اور پردے ہٹا دیئے جائیں گے اور تمہارے تمام عیب اور راز ظاہر ہو جائیں گے۔

ہر انسان کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا۔ بُرے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بُرا بدلہ اور اچھے کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیں گے اور اعمالنامہ سامنے رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس اعمالنامہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اُس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری بدقسمتی! اس اعمالنامہ کی عجیب حالت ہے کہ اس نے لکھے بغیر نہ چھوٹا گناہ چھوڑا اور نہ بڑا۔ اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا اسے وہاں سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی کتاب پر عمل کرنے والا اور اپنے دوستوں کے پیچھے چلنے والا بنائے تاکہ ہمیں اور آپ کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے

گھر یعنی جنت میں جگہ عطا فرمائے بیشک وہ تعریف کے قابل بزرگی والا ہے۔'' (الدینوری)

ابن جوزیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسی خطاب کو تفصیل سے ذکر کیا ہے لیکن شروع میں اس مضمون کا اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اور ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، میں اسی ذات کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں اور اسی پر ایمان لاتا ہوں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ ان کے ذریعہ سے اللہ تمہاری تمام بیماریوں کو دور کردے اور تمہیں غفلت سے بیدار کردے۔

اور یہ بات جان لو کہ ایک دن تم لوگوں نے مرنا ہے اور مرنے کے بعد قیامت کے دن تم لوگوں کو اُٹھایا جائے گا اور اعمال پر لاکر کھڑا کردیا جائے گا اور پھر ان اعمال کا بدلہ تمہیں دیا جائے گا، لہٰذا دُنیاوی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔'' (ابن جوزی، تاریخ ابن عساکر، کنزالعمال جلد۸ صفحہ ۲۱۹)

وعظ و نصیحت کی باتوں سے نفع حاصل کرو:

حضرت جعفر بن محمدؒ کے دادا کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب اُس میّت کو قبر میں رکھا جانے لگا تو اُس کے گھر والے اور رشتہ دار سب اُونچی آواز سے رونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کیوں روتے ہو؟ غور سے سنو! اللہ کی قسم! ان لوگوں کے مرنے والے نے اب قبر میں جا کر جو منظر دیکھ لیا ہے اگر یہ لوگ بھی وہ منظر دیکھ لیں تو یہ اپنے مُردے کو بھول جائیں۔ موت کے فرشتے نے بار بار ان لوگوں کے

پاس آنا ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔“
پھر خطاب کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

”اللہ کے بندو! میں تمہیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے لئے مثالیں بیان کیں، تمہاری موت کا وقت مقرر کیا اور تمہارے ایسے کان بنائے کہ ان میں جو بات پہنچتی ہے اُسے سمجھ کر محفوظ کر لیتے ہیں اور ایسی آنکھیں عطا فرمائیں کہ جو کچھ پردے میں ہے اسے وہ ظاہر کر دیتی ہیں اور ایسے دِل دیئے جو ان مصائب اور مشکلات کو سمجھتے ہیں جو ان کی صورتوں کی ترکیب میں ان کو پیش آتے ہیں اور اس چیز کو بھی سمجھتے ہیں جس نے ان دلوں کو آباد کیا یعنی ذکرِ الٰہی کو۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا اور تم سے نصیحت والی کتاب یعنی قرآن کو ہٹایا بھی نہیں (بلکہ تمہیں نصیحت والی کتاب عطا فرمائی) بلکہ پوری نعمتوں سے تمہیں نوازا اور مکمل عطیات دیئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا پوری طرح احاطہ اور شمار کیا ہوا ہے اور خوشی اور نفع کی حالت میں اور نقصان اور رنج کی حالت میں آپ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ تیار کیا ہوا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور دین کی طلب میں مزید کوشش کرو اور خواہشات کے ٹکڑے کر دینے والی اور لذتوں کو توڑ دینے والی چیز یعنی موت سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو کیونکہ دنیا کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی اور اس کے دردناک حادثات سے امن نہیں ہے۔

دُنیا ایک دھوکہ ہے جس کی شکل بدلتی رہتی ہے اور کمزور سا سایہ ہے اور ایسا سہارا ہے جو جھک جاتا ہے یعنی بوقت ضرورت کام نہیں آتا۔ شروع میں یہ

دھوکہ نیا نظر آتا ہے لیکن جلد ہی پرانا ہو کر گزر جاتا ہے اور اپنے پیچھے چلنے والے کو اپنی شہوتوں میں تھکا کر اور دھوکہ کا دودھ پلا کر ہلاک کر دیتا ہے۔

اللہ کے بندو! عبرت کی چیزوں سے نصیحت پکڑو اور قرآنی آیتوں اور نبوی حدیثوں سے عبرت حاصل کرو اور ڈرانے والی چیزوں سے ڈر جاؤ اور وعظ و نصیحت کی باتوں سے نفع حاصل کرو۔

یوں سمجھو کہ موت نے اپنے پنجے تم میں گاڑ دیئے ہیں اور مٹی کے گھر نے تمہیں اپنے اندر سمیٹ لیا ہے اور بڑے سخت اور ہولناک منظر تم پر اچانک آگئے ہیں (ان مناظر کی تفصیل یہ ہے کہ) صور پھونک دیا گیا ہے اور قبروں میں سے تمام انسانوں کو اُٹھایا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی زبردست قدرت سے تمام انسانوں کو ہانک کر محشر میں لا رہے ہیں اور حساب کے لئے کھڑا کر رہے ہیں۔

اور ہر انسان کے ساتھ اللہ نے ایک فرشتہ لگا رکھا ہے جو اسے محشر کی طرف ہانک رہا ہے اور ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اس کے خلاف اس کے بُرے اعمال کی گواہی دے رہا ہے۔

اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھی ہے اور اعمال کے حساب کا دفتر لا کر رکھ دیا گیا ہے اور انبیاءؑ اور گواہ سب حاضر کر دیئے گئے ہیں اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جا رہا ہے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جا رہا ہے اس دن کی وجہ سے تمام شہر تھرّا رہے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے اور یہ اوّلین اور آخرین کی باہمی ملاقات کا دن ہے اور اللہ کی طرف سے خاص تجلّی ظاہر ہو رہی ہے۔

اور سورج بے نُور ہو رہا ہے جگہ جگہ وحشی جانور گھبرا کر اکٹھے ہو گئے ہیں اور چھپے ہوئے تمام راز کھل گئے ہیں اور شریر لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور انسانوں کے دِل کانپ رہے ہیں۔

اور جہنّم والوں پر اللہ کی طرف سے ہلاک کر دینے والا رُعب اور رُلانے والی سزا اُتر رہی ہے۔ جہنّم کو ظاہر کر دیا گیا ہے اسے دیکھنے میں اب کوئی آڑ نہیں ہے۔ اس میں آنکڑے اور شور ہے اور کڑک جیسی بھیانک آواز ہے۔ جہنّم سخت غصّہ میں ہے اور دھمکیاں دے رہی ہے اور اس کی آگ بھڑک رہی ہے اور اس کا گرم پانی اُبل رہا ہے اور اس کی گرم ہوا میں اور تیزی آرہی ہے اور اس میں ہمیشہ رہنے والے کا کوئی غم اور پریشانی دور نہیں کی جائے گی اور اس جہنّم میں رہنے والوں کی حسرتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اور اس جہنّم کی بیڑیاں کبھی توڑی نہیں جائیں گی اور ان جہنمیوں کے ساتھ فرشتے ہیں جو انہیں گرم پانی کی اور آگ میں داخل ہونے کی خوشخبری دے رہے ہیں اور انہیں اللہ کے دیدار سے روک دیا گیا ہے اور انہیں دوستوں سے جُدا کر دیا گیا ہے اور سب جہنّم کی آگ کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

اللہ کے بندو! اللہ سے اُس آدمی کی طرح ڈرو جس نے دب کر عاجزی اختیار کر لی ہو اور (دُشمن سے) ڈر کر کوچ کر گیا ہو اور جسے بُرے کاموں سے ڈرایا گیا ہو اور وہ دیکھ بھال کر ان سے رُک گیا ہو اور جلدی جلدی تلاش کرنے لگا ہو اور بھاگ کر نجات حاصل کر لی ہو اور آخرت کے لئے اُس نے نیک اعمال آگے بھیج دیئے ہوں جہاں لَوٹ کر جانا ہے اور نیک اعمال کے توشہ سے اُس نے مدد حاصل کی ہو اور بدلہ لینے اور دیکھنے میں اللہ کافی ہے اور جھگڑنے

اور حجت کرنے میں اللہ کی کتاب کافی ہے اور جنت ثواب کے لئے اور جہنم وبال اور سزا کے لئے کافی ہے اور میں اپنے لئے اور آپ لوگوں کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔“ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۷۷)

جو حق سے نفع نہیں اُٹھاتا، باطل اسے نقصان پہنچاتا ہے:

ایک مرتبہ حضرت علی ﷺ نے خطاب کیا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا:

”اَمّا بعد! دُنیا نے پُشت پھیر لی ہے اور جُدائی کا اعلان کر دیا ہے اور آخرت سامنے سے آ رہی ہے اور بلندی سے جھانک رہی ہے۔ آج گھوڑے دوڑانے کا یعنی عمل کا میدان ہے کل تو ایک دوسرے سے آگے نکلنا ہوگا۔

غور سے سنو! آج کل دنیاوی اُمیدوں کے دنوں میں ہو لیکن ان کے پیچھے مَوت آ رہی ہے اور جس نے اُمید کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے نیک اعمال میں کوتاہی کی وہ ناکام ونامراد ہوگیا۔

توجہ سے سنو! جیسے تم خوف کے وقت عمل کرتے ہو ایسے ہی دوسرے اوقات میں بھی شوق اور رغبت سے عمل کیا کرو۔ غور سے سنو! میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو جنت جیسی ہو اور پھر بھی اُس کا طالب سویا ہوا ہو اور نہ ہی ایسی کوئی چیز دیکھی جو جہنّم جیسی ہو اور پھر بھی اس سے بھاگنے والا سوتا رہے۔

غور سے سنو! جو حق سے نفع نہیں اٹھاتا اُسے باطل ضرور نقصان پہنچاتا ہے جسے ہدایت سیدھے راستے پر نہ چلا سکی، اُسے گمراہی سیدھے راستہ سے ضرور ہٹا دے گی۔

غور سے سنو! آپ لوگوں کو یہاں سے کوچ کرنے کا اور سفرِ آخرت کا حکم مِل چکا ہے اور اس سفر کا توشہ بھی آپ لوگوں کو بتا دیا گیا ہے۔

اے لوگو! غور سے سنو! یہ دنیا تو ایسا سامان ہے جو سامنے موجود ہے اور اس میں سے اچھا برا ہر ایک کھا رہا ہے اور اللہ نے آخرت کا جو وعدہ فرما رکھا ہے وہ بالکل سچا ہے اور وہاں وہ بادشاہ فیصلہ کرے گا جو بڑی قدرت والا ہے۔

غور سے سنو! شیطان تمہیں فقیر اور محتاج ہونے سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

اے لوگو! اپنی موجودہ زندگی میں اچھے عمل کرلو انجام کار محفوظ رہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار سے جنت کا اور نافرمان سے جہنّم کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ جہنّم کی آگ میں جہنّمیوں کا چیخنا کبھی ختم نہ ہوگا۔ اس کے قیدی کو کبھی چھڑایا نہیں جاسکے گا اور اس میں جس کی ہڈی ٹوٹے گی تو کبھی جُڑ نہ سکے گی۔ اس کی گرمی بہت سخت ہے وہ بہت گہری ہے اور اس کا پانی خون اور پیپ ہے اور مجھے تم پر سب سے زیادہ خطرہ دو باتوں کا ہے۔ ایک خواہشات کے پیچھے چلنے کا دوسرے امیدیں لمبی رکھنے کا۔'' (ابن عساکر)

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ

''خواہشات کے پیچھے چلنے سے انسان حق سے ہٹ جاتا ہے اور لمبی اُمیدوں کی وجہ سے آخرت بھول جاتا ہے۔

آنسو بھی اور خطاب بھی:

حضرت زیاد اعرابیؒ کہتے ہیں کہ (خوارج کے) فتنہ کے بعد اور نَہر وان شہر سے فارغ ہونے کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب ﷛ کوفہ کے منبر پر تشریف فرما ہوئے

اور خطاب کیا۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر آنسوؤں کی وجہ سے ان کے گلے میں پھندا لگ گیا اور اتنا روئے کہ آنسوؤں سے داڑھی تر ہوگئی اور آنسو نیچے گرنے لگے پھر انہوں نے اپنی داڑھی جھاڑی تو اس کے قطرے کچھ لوگوں پر جا گرے تو ہم یہ کہا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنسو جس پر گرے ہیں اسے اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیں گے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! ان میں سے نہ بنو جو بغیر کچھ کیے آخرت کی امید رکھتے ہیں اور لمبی امیدوں کی وجہ سے توبہ کو ٹالتے رہتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں باتیں تو زاہدوں جیسی کرتے ہیں لیکن دنیا کا کام ان لوگوں کی طرح کرتے ہیں جن میں دنیا کی رغبت اور شوق ہو۔ اگر انہیں دُنیا ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو ان میں قناعت بالکل نہیں ہے۔ جو نعمتیں انہیں اللہ دے رہا ہے ان کا شکر کر نہیں سکتے اور پھر چاہتے ہیں کہ نعمتیں اور بڑھ جائیں۔ دوسروں کو نیک کاموں کا حکم کرتے ہیں لیکن خود نہیں کرتے اوروں کو بُرے کاموں سے روکتے ہیں لیکن خود نہیں رُکتے۔ محبت تو نیک لوگوں سے کرتے ہیں لیکن ان کے والے عمل نہیں کرتے اور ظالموں سے بغض رکھتے ہیں لیکن خود ظالم ہیں اور (دُنیا کے) جن کاموں پر کچھ ملنے کا صرف گمان ہی ہے اُن کا نفس اُن سے وہ کام تو کروالیتا ہے اور (آخرت کے) جن کاموں پر ملنا یقینی ہے وہ کام ان سے نہیں کرواسکتا۔ اگر انہیں مال مل جائے تو فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو غمگین ہو جاتے ہیں اگر فقیر ہو جائیں تو ناامید ہو کر کمزور پڑ جاتے ہیں۔ وہ گناہ بھی کرتے ہیں اور نعمتیں بھی استعمال کرتے ہیں عافیت ملتی ہے تو شکر نہیں کرتے اور جب کوئی آزمائش آتی ہے تو صبر نہیں کرتے۔ ایسے نظر آتا

ہے کہ جیسے دوسروں کو موت سے ڈرایا گیا ہے انہیں نہیں اور آخرت کے سارے وعدے اور وعید دوسروں کے لئے ہیں۔

اے موت کا نشانہ بننے والو! اور موت کے پاس گروی رکھے جانے والو! اے بیماریوں کے برتنو! اے زمانے کے لوٹے ہوئے لوگو! اے زمانہ پر بوجھ بننے والو! اے زمانہ کے پھلو! اے حادثات کی کلیو! اے دلائل کے سامنے گونگے بن جانے والو! اے فتنہ میں ڈوبے ہوئے لوگو! اے وہ لوگو جن کے اور عبرت کی چیزوں کے درمیان رکاوٹیں ہیں! میں حق بات کہہ رہا ہوں آدمی صرف اپنے آپ کو پہچان کر ہی نجات پاسکتا ہے اور آدمی اپنے ہاتھوں ہی ہلاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا. (سورۂ تحریم:۶)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنائے جو وعظ و نصیحت سُن کر قبول کر لیتے ہیں اور جب ان کو عمل کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اسے قبول کر کے عمل کر لیتے ہیں۔“ (ابن نجار، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۲۰)

آخرت کی کھیتی اعمال صالحہ:

حضرت یحییٰ بن یعمرؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں خطاب فرمایا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

”اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے۔ ان کے علماء اور فقہاء نے انہیں روکا نہیں اللہ نے ان پر سزائیں

نازل کیں۔

غور سے سنو! نیکی کا حکم کرو اور بُرائی سے روکو اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہ عذاب اُترے جو ان پر اُترا تھا اور یہ سمجھ لو کہ نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے سے نہ رزق کم ہوتا ہے اور نہ موت جلدی آتی ہے۔

آسمان سے تقدیر کے فیصلے بارشوں کے قطروں کی طرح اُترتے ہیں، چنانچہ ہر انسان کے اہل وعیال، مال وجان کے بارے میں کم ہو جانے یا بڑھ جانے کا جو فیصلہ اللہ نے مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ آسمان سے اترتا ہے۔ اب جب تمہارے اہل وعیال، مال وجان میں کسی قسم کا نقصان ہو اور تمہیں دوسروں کے اہل وعیال مال وجان میں نقصان کے بجائے اور اضافہ نظر آئے تو اس سے تم فتنہ میں نہ پڑ جانا۔ مسلمان آدمی اگر دنایت وکمینگی کا اِرتکاب کرنے والا نہ ہو تو اُسے جب بھی یہ نقصان یاد آئے گا وہ عاجزی، انکساری، دُعا اور التجاء کا مظاہرہ کرے گا (اور یوں اسے باطنی نفع ہوگا) اور کمینے لوگوں کو اس پر بہت غصہ آئے گا۔ جیسے کہ کامیاب ہونے والا جوئے باز، تیروں سے جوا کھیلنے میں پہلی دفعہ ہی ایسی کامیابی کا انتظار کرتا ہے جس سے خوب مال ملے اور تاوان وغیرہ اسے نہ دینا پڑے۔

ایسے ہی خیانت سے پاک مسلمان آدمی جب اللہ سے دعا کرتا ہے تو دو اچھائیوں میں سے ایک کی اسے امید ہوتی ہے (یہ یا تو جو مانگا ہے وہ دنیا میں مِل جائے گا اور اگر وہ نہ ملا تو پھر اس دعا کے دنیا میں قبول نہ ہونے کے بدلہ میں آخرت میں اسے ثواب مِلے گا) جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے لئے بہتر ہے یا پھر اللہ اسے مال دیں گے اور اس کے اہل وعیال میں خوب کثرت

ہوگی اور خوب مالدار ہوگا۔

کھیتی دو طرح کی ہے (ایک دُنیا کی دوسری آخرت کی) دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے ہیں اور آخرت کی کھیتی نیک اعمال ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دونوں قسم کی کھیتیاں عطا فرماتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ایسا ہے جو یہ بات اتنے اچھے طریقہ سے کہہ سکے۔ (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۲)

البدایہ کی روایت اسی جیسی ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے:

"یا تو اللہ اُس کی دعا دُنیا میں پوری کر دیں گے اور وہ بہت زیادہ مال اور اولاد والا ہو جائے گا۔ خاندانی شرافت اور دین کی نعمت بھی اسے حاصل ہوگی یا پھر اسے اس دعا کا بدلہ آخرت میں دیں گے۔

اور آخرت (دنیا سے ہزار ہا درجہ) بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ کھیتیاں دو ہیں، دنیا کی کھیتی مال اور تقوی ہے (بظاہر مال اور اولاد ہے) اور آخرت کی کھیتی باقی رہنے والے اعمالِ صالحہ ہیں۔" (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۸)

آدمی کو سیکھنے میں حیا نہیں کرنی چاہئے:

حضرت ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں لوگوں میں خطاب کیا میں نے انہیں اس خطاب میں یہ کہتے ہوئے سنا:

"اے لوگو! جو جان بوجھ کر محتاج بنتا ہے وہ محتاج ہو ہی جاتا ہے اور جس کی عمر بہت زیادہ ہو جاتی ہے وہ مختلف بیماریوں اور کمزوریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جو بلا اور آزمائش کے لئے تیاری نہیں کرتا جب اُس پر آزمائش آتی ہے تو وہ صبر نہیں کر سکتا۔ جو کسی چیز پر قابو پالیتا ہے وہ اپنے کو دوسروں پر ترجیح دیتا

ہے۔ جو کسی سے مشورہ نہیں کرتا اسے ندامت اٹھانی پڑتی ہے اور اس گفتگو کے بعد یہ فرمایا تھا عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف ظاہری نشان باقی رہ جائے گا۔

اور یہ بھی فرمایا تھا غور سے سنو! آدمی کو سیکھنے میں حیا نہیں کرنی چاہئے کہ میں نہیں جانتا۔ تمہاری مسجدیں ویسے تو اس دن آباد ہوں گی لیکن تمہارے دل اور جسم اُجڑے ہوئے اور ہدایت سے خالی ہوں گے۔ آسمان کے سایہ تلے رہنے والے تمام انسانوں میں سب سے بُرے تمہارے فقہاء ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنہ ظاہر ہوگا اور ان ہی میں لوٹ کر واپس آئے گا۔

اس پر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المؤمنین! ایسا کب ہوگا؟

حضرت علی ؓ نے فرمایا: جب عِلم تمہارے گھٹیا لوگوں میں ہوگا اور تمہارے سرداروں میں زنا اور بے حیائی عام ہوگی اور بادشاہت تمہارے چھوٹے لوگوں میں ہوگی (جنہیں نہ تجربہ ہوگا نہ سمجھ ہوگی) اُس وقت قیامت قائم ہوگی۔ (بیہقی، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۱۸)

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور جہاد فی سبیل اللہ کے فائدے:

حضرت علی ؓ ایک دن لوگوں میں خطاب کے لئے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جو مخلوق کو پیدا کرنے والا، (رات میں سے) پھاڑ کر صبح کو نکالنے والا، مُردوں کو زندہ کرنے والا اور قبروں میں جو مدفون ہیں انہیں قیامت کے دن اُٹھانے والا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول ہیں اور میں تمہیں اللہ سے

ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔

بندہ جن اعمال کو اللہ کے قُرب کے لئے وسیلہ بنا سکتا ہے ان میں سب سے افضل ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ ہے اور کلمہ اخلاص ہے، اس لئے کہ وہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہے اور نماز قائم کرنا ہے کیونکہ وہ ہی اصل مذہب ہے اور زکوٰۃ دینا ہے کیونکہ وہ اللہ کے دینی فرائض میں سے ہے اور رمضان کے روزے رکھنا ہے کیونکہ یہ اللہ کے عذاب سے ڈھال ہے اور بیت اللہ کا حج ہے کیونکہ یہ فقر کے دور کرنے اور گناہوں کے ہٹانے کا سبب ہے۔

صلہ رحمی کرنا ہے کیونکہ اس سے مال بڑھتا ہے اور عمر لمبی ہوتی ہے اور گھر والوں کی محبت (دوسروں کے دِلوں میں) بڑھتی ہے اور چُھپ کر صدقہ کرنا ہے کیونکہ اس سے خطائیں مٹ جاتی ہیں اور رب کا غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا ہے کیونکہ یہ بری موت اور ہولناک جگہوں سے بچاتا ہے۔

اللہ کا ذکر خوب کرو کیونکہ اللہ کا ذکر سب سے اچھا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں سے جن چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے اُن چیزوں کا اپنے اندر شوق پیدا کرو کیونکہ ان کی سیرت سب سے افضل سیرت ہے اور ان کی سنّتوں پر چلو کیونکہ ان کی سنتیں سب سے افضل طریقۂ زندگی ہیں اور اللہ کی کتاب سیکھو کیونکہ وہ سب سے افضل کلام ہے۔

دین کی سمجھ حاصل کرو کیونکہ یہی دِلوں کی بہار ہے اور اللہ کے نور سے شِفاء حاصل کرو کیونکہ یہ دِلوں کی تمام بیماریوں کی شفاء ہے۔ اِس کی تلاوت اچھی طرح کرو کیونکہ (اس کے اندر) سب سے عمدہ قصّے ہیں۔ جب اِسے

تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو اور جب تمہیں اس کے علم کے حاصل کرنے کی توفیق مل گئی ہے تو اس پر عمل کرو تا کہ تمہیں ہدایت کامل درجہ کی مل جائے کیونکہ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ راہِ حق سے ہٹے ہوئے اُس جاہل جیسا ہے جو اپنی جہالت کی وجہ سے درست نہیں ہوسکا بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ جو عالم اپنے علم کو چھوڑ بیٹھا ہے اُس کے خلاف حُجّت زیادہ بڑی ہوگی اور اس پر حسرت زیادہ عرصہ تک رہے گی۔ اور اس کے مقابلہ میں جہالت میں حیران و پریشان رہنے والے جاہل کے خلاف حجت چھوٹی اور اُس پر حسرت کم ہوگی۔ ویسے تو دونوں گمراہ ہیں اور دونوں ہلاک ہوں گے اور تَرَدُّد میں نہ پڑو ورنہ تم شک میں پڑ جاؤ گے اور اگر تم شک میں پڑ گئے تو ایک دن کافر بن جاؤ گے اور اپنے لئے آسانی اور رخصت والا راستہ اختیار نہ کرو ورنہ تم غفلت میں پڑ جاؤ گے اور اگر تم حق سے غفلت برتنے لگ گئے تو پھر خسارہ والے ہو جاؤ گے۔

غور سے سنو! یہ سمجھداری کی بات ہے کہ تم بھروسہ کرو لیکن اتنا بھروسہ نہ کرو کہ دھوکہ کھا لو اور تم میں سے اپنے آپ کا سب سے زیادہ خیر خواہ وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اِطاعت کرنے والا ہے اور تم میں سے اپنے آپ کو سب سے زیادہ دھوکہ دینے والا وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ نافرمانی کرنے والا ہے۔ جو اللہ کی اِطاعت کرے گا وہ امن میں رہے گا اور خوش رہے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ ڈرتا رہے گا اور اُسے ندامت اٹھانی پڑے گی پھر تم اللہ سے یقین مانگو اور اس کے سامنے عافیت کا شوق ظاہر کرو۔ دِل کی سب سے بہتر دائمی کیفیّت یقین ہے۔

فرائض سب سے افضل عمل ہیں اور جو نئے کام اپنے پاس سے گھڑے جاتے ہیں وہ سب سے بُرے ہیں۔

ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر نئی بات گھڑنے والا بدعتی ہے۔ جس نے کوئی نئی بات گھڑی اُس نے (دین) ضائع کر دیا۔ جب کوئی بدعتی نئی بدعت نکالتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کوئی نہ کوئی سُنّت ضرور چھوڑتا ہے۔ اصل نقصان والا وہ ہے جس کا دینی نقصان ہوا ہو اور نقصان والا وہ ہے جو اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دے۔

ریاکاری شرک میں سے ہے اور اخلاص عمل و ایمان کا حصہ ہے۔ کھیل کود کی مجلسیں قرآن بُھلا دیتی ہیں اور ان میں شیطان شریک ہوتا ہے اور یہ مجلسیں ہر گمراہی کی دعوت دیتی ہیں۔

عورتوں کے ساتھ زیادہ بیٹھنے سے دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور ایسے آدمی کی طرف سب کی نگاہیں اُٹھتی ہیں۔ عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ اللہ کے ساتھ سچائی کا معاملہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سچے کے ساتھ ہیں اور جھوٹ سے اجتناب کرو کیونکہ جھوٹ ایمان کے مخالف عمل ہے۔

غور سے سنو! سچ نجات اور عزّت کی بلند جگہ پر ہے اور جھوٹ ہلاکت اور بربادی کی بلند جگہ پر ہے۔ غور سے سنو! حق بات کہو اس سے تم پہچانے جاؤ گے اور حق پر عمل کرو اس سے تم حق والوں میں سے ہو جاؤ گے جس نے تمہارے پاس امانت رکھوائی ہے اُسے اُس کی امانت واپس کرو۔

جو رشتہ دار تم سے قطع رحمی کرے تم اُس کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور جو تمہیں نہ دے بلکہ محروم کرے تم اُس کے ساتھ احسان کرو۔ جب تم کسی سے معاہدہ کرو

تو اُسے پورا کرو۔ جب فیصلہ کرو تو عدل وانصاف والا کرو۔ آباواجداد کے کارناموں پر ایک دوسرے پر فخر نہ کرو۔ اور ایک دوسرے کو بُرے لقب سے نہ پکارو۔ آپس میں حد سے زیادہ مذاق نہ کرو اور ایک دوسرے کو غصّہ نہ دلاؤ۔

کمزور، مظلوم، مقروض، مجاہد فی سبیل اللہ، مسافر اور سائل کی مدد کرو اور غلاموں کو آزادی دِلوانے میں مدد کرو اور بیوہ اور یتیم پر رحم کرو اور سلام پھیلاؤ اور جو تمہیں سلام کرے تم اسے ویسا ہی جواب دو یا اس سے اچھا جواب دو۔ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سخت سزا والا ہے اور مہمان کا اِکرام کرو، پڑوسی سے اچھا سلوک کرو۔ بیماروں کی عیادت کرو اور جنازے کے ساتھ جاؤ۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔

امّا بعد! دنیا منہ پھیر کر جا رہی ہے اور اپنے رخصت ہونے کا اعلان کر رہی ہے اور آخرت سایہ ڈال چکی ہے اور جھانک رہی ہے۔ آج دوڑانے کے لئے گھوڑے تیار کرنے کا دن ہے۔ کل قیامت کو ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہوگا اور آگے بڑھ کر جنت میں جانا ہوگا اگر آگے بڑھ کر جنت میں نہ جاسکا تو پھر اس کا انجام جہنّم کی آگ ہے۔

توجہ سے سنو! تمہیں ان دنوں عمل کرنے کی مہلت ملی ہوئی ہے۔ اس کے بعد موت ہے جو بہت تیزی سے آرہی ہے جو مہلت کے دنوں میں موت کے آنے سے پہلے اپنے ہر عمل کو اللہ کے لئے خالص کرے گا وہ اپنے عمل کو اچھا اور خوبصورت بنالے گا اور اپنی امید کو پائے گا اور جس نے اس میں کوتاہی کی اُس کے عمل خسارے والے ہوجائیں گے۔ اس کی امید پوری نہ ہوگی بلکہ

امید کی وجہ سے اُس کا نقصان ہوگا، لہٰذا اللہ کے ثواب کے شوق میں اُس کے عذاب سے ڈر کر عمل کرو اگر کبھی نیک اعمال کی رغبت اور شوق کا تم پر غلبہ ہو تو اللہ کا شکر کرو اور اس شوق کے ساتھ خوف پیدا کرنے کی کوشش کرو اور اگر کبھی اللہ کے خوف کا غلبہ ہو تو اللہ کا ذکر کرو اور اس خوف کے ساتھ کچھ شوق ملانے کی کوشش کرو کیونکہ اللہ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اچھے عمل پر اچھا بدلہ ملے گا اور جو شکر کرے گا اللہ اُس کی نعمت بڑھائے گا۔

میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طالب سو رہا ہو اور جہنم کی آگ جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہو اور میں نے اس سے زیادہ کمانے والا نہیں دیکھا جو اس دن کے لئے نیک اعمال کماتا ہے جس دن کے لئے اعمال کے ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں اور جس دن دلوں کے تمام بھید کھل جائیں گے اور تمام بری چیزیں اُس دن جمع ہو جائیں گی جسے حق سے کوئی فائدہ نہ ہوا اُسے باطل نقصان پہنچائے گا جسے ہدایت سیدھے راستہ پر نہ چلا سکی اسے گمراہی سیدھے راستہ سے ہٹا دے گی۔ جسے یقین سے کوئی فائدہ نہ ہوا اسے شک نقصان پہنچائے گا اور جسے اس کی موجودہ چیز نفع نہ پہنچا سکی اُسے اُس کی دور والی غیر حاضر چیز بالکل نفع نہیں پہنچا سکے گی یعنی جو براہ راست مجھ سے بیان سُن کر فائدہ نہ اُٹھا سکے وہ میرے نہ سُنے ہوئے بیانات سے تو بالکل فائدہ نہیں اُٹھا سکے گا تمہیں کوچ کر کے سفر میں جانے کا حکم دیا جا چکا ہے اور سفر میں کام آنے والا توشہ بھی تمہیں بتایا جا چکا ہے۔

توجہ سے سنو! مجھے آپ لوگوں پر سب سے زیادہ دو چیزوں کا ڈر ہے (۱) لمبی امیدیں (۲) خواہشات پر چلنا۔ لمبی امیدوں کی وجہ سے انسان آخرت

کو بھول جاتا ہے اور خواہشات پر چلنے کی وجہ سے حق سے دور ہو جاتا ہے۔

توجہ سے سنو! دنیا پیٹھ پھیر کر جارہی ہے اور آخرت سامنے سے آرہی ہے اور دونوں کے طالب اور چاہنے والے ہیں اگر تم سے ہو سکے تو آخرت والوں میں سے بنو اور دنیا والوں میں سے نہ بنو کیونکہ آج عمل کرنے کا موقع ہے لیکن حساب نہیں ہے۔ کل حساب ہو گا لیکن عمل کا موقع نہیں ہو گا۔"

(البدایۃ جلد ۷ صفحہ ۳۰۷)

دشمن کی فوج:

حضرت ابو خیرہؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ کوفہ پہنچ گئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب کیا۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

"تم اس وقت کیا کرو گے جب تمہارے نبی ﷺ کی آل پر تمہارے سامنے فوج حملہ آور ہو گی؟ کوفہ والوں نے کہا ہم اللہ کو ان کے بارے میں زبردست بہادری دکھائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تمہارے سامنے ان پر فوج حملہ آور ہو گی اور تم مقابلہ پر آکر ان کو خود قتل کرو گے پھر یہ شعر پڑھنے لگے:

هُمْ اَوْ رَدُوْهُ بِالْغُرُوْرِ وَغَرَّدُوْا ۔۔۔ اَجِيْبُوْا دُعَآءِ لَا نَجَاةً وَّلَا عُذْرًا

وہ اسے دھوکے سے لے آئیں گے اور پھر اونچی آواز سے یہ گائیں گے کہ اس (کے مخالف یعنی یزید) کی دعوت (بیعت) قبول کر لو اسے قبول کئے بغیر تمہیں نجات نہیں ملے گی اور اس میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ (طبرانی، جلد ۹ صفحہ ۱۹۱)

بے دین لوگوں کی کتب پڑھنا منع ہے

حضرت ابراہیم تیمیؒ کے والد (حضرت یزید بن شریکؒ) کہتے ہیں کہ ہم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا کہ

''جو یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفے کے علاوہ کچھ اور لکھا ہوا ہے، جسے ہم پڑھتے رہتے ہیں تو وہ بالکل غلط کہتا ہے اور اس صحیفے میں زکوٰۃ اور دیت کے اونٹوں کی عمر اور زخموں کے مختلف احکام کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ اور اس صحیفے میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مدینہ کا حرم عَیر پہاڑ سے ثَور پہاڑ تک ہے۔ یہ سارا علاقہ قابل احترام ہے، لہٰذا جو اس علاقہ میں خود کوئی نئی چیز ایجاد کرے یا نئی چیز ایجاد کرنے والے کو ٹھکانہ دے تو اُس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کسی فرض اور نفل عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے۔

اور جو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرے گا اور جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے غلام ہونے کا دعویٰ کرے گا تو ان دونوں پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے کسی فرض اور نفل عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے۔

تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہے جس کے لئے کم درجے کا مسلمان بھی سعی کرے گا (یعنی ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی کسی کافر یا دشمن کے آدمی کو امان دے دے تو اب اسے تمام مسلمانوں کی طرف سے اَمان مل جائے گی۔''

(مسند احمد جلد ا صفحہ ۸۱)

سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں:

حضرت ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں حضرت علقمہ بن قیسؒ نے اس منبر پر ہاتھ مار کر کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منبر پر ہم میں خطاب کیا۔ پہلے انہوں نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کچھ دیر اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ کیا پھر فرمایا:

''حضور ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ہم نے ان کے بعد بہت سے نئے کام کئے ہیں جن کا اللہ ہی فیصلہ کرے گا۔'' (مسند احمد)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا پھر خطاب فرمایا:

''حضور ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہترین آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر دوسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ جہاں چاہتے ہیں خیر رکھ دیتے ہیں۔'' (مسند احمد)

مسند احمد میں حضرت وَہب سُوائی رضی اللہ عنہ سے اسی کے ہم معنی روایت مذکور ہے، البتہ اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ پھر ہم نے بہت سے نئے کام کئے اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔

صحابہؓ سے بغض صرف بدبخت اور بے دین ہی رکھے گا:

حضرت علقمہؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں خطاب کیا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ

عنہما پر فضیلت دیتے ہیں۔ اگر میں اس کام سے لوگوں کو منع کر چکا ہوتا تو آج میں اس پر ضرور سزا دیتا اور روکنے سے پہلے سزا دینا مجھے پسند نہیں۔ بہر حال آپ سب سن لیں کہ آئندہ میرے اس بیان کے بعد جو بھی اس بارے میں ذرا سی بھی بات کرے گا وہ میرے نزدیک بہتان باندھنے والا ہوگا۔ اُسے وہی سزا ملے گی جو بہتان باندھنے والے کی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہترین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ہم نے ان حضرات کے بعد بہت سے نئے کام کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں جو چاہیں گے فیصلہ فرمائیں گے۔''

(تاریخ ابن عساکر جلد ۴ صفحہ ۴۴۶)

حضرت زید بن وہبؒ کہتے ہیں حضرت سوید بن غفلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! میں چند لوگوں کے پاس سے گزرا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں نامناسب کلمات کہہ رہے تھے۔'' یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور منبر پر تشریف فرمائے ہوئے اور خطاب فرمایا:

''اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو (زمین میں جانے کے بعد) پھاڑا اور جان کو پیدا کیا، ان دونوں حضرات سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن اور صاحب فضل وکمال ہوگا اور ان سے بغض صرف بدبخت اور بے دین ہی رکھے گا۔ حضرات شیخین کی محبت اللہ کے قرب حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور ان حضرات سے بغض ونفرت بے دینی ہے۔ لوگوں کو کیا ہوا کہ حضور ﷺ کے دو بھائیوں، دو وزیروں، دو خاص ساتھیوں، قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے دو روحانی باپوں کا نامناسب کلمات سے ذکر کرتے ہیں۔ جو بھی ان

حضرات کا ذکر برائی سے کرے گا۔ میں اُس سے بری ہوں اور میں اُسے اس وجہ سے سزا دوں گا۔'' (ابونعیم حلیۃ الاولیاء جلد۴ صفحہ۳۴۳)

خلفائے راشدینؓ کون ہیں؟

حضرت علی بن حسینؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنگِ صفین سے واپس آئے تو اُن سے بنو ہاشم کے ایک نوجوان نے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے آپ کو جمعہ کے خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا، اے اللہ! تو نے جس عمل کے ذریعہ سے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی اُسی کے ذریعہ سے ہماری بھی اصلاح فرما تو یہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور فرمایا:

'' خلفاء راشدین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو کہ ہدایت کے امام اور اسلام کے بڑے زبردست عالم ہیں جن سے حضور ﷺ کے بعد ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جو ان دونوں کا اتباع کرے گا اُسے صراطِ مستقیم کی ہدایت ملے گی اور جو ان دونوں کی اقتداء کرے گا وہ رُشد والا ہو جائے گا۔ جو ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے گا وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو جائے گا اور اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔''

(کنز العمال جلد۴ صفحہ۴۴۴)

دھوکہ کی خرید و فروخت:

بنو تمیم کے ایک بڑے میاں کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ہم میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگ ایک دوسرے کو کاٹ کھائیں

گے اور مالدار اپنے مال کو روک کر رکھے گا بالکل خرچ نہیں کرے گا حالانکہ اُسے اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا (بلکہ اُسے تو ضرورت سے زائد سارا مال دوسروں پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ. (سورۃ بقرہ:۲۳۷)

ترجمہ: ''اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو۔''

بُرے لوگ زور پر ہوں گے، غالب آجائیں گے۔ نیک لوگ بالکل دَب جائیں گے اور مجبور لوگوں سے خرید وفروخت کی جائے گی (یا تو انہیں خرید وفروخت پر کسی طرح مجبور کیا جائے گا یا وہ قرضے وغیرہ کی وجہ سے مجبور ہو کر اپنا سامان وغیرہ سستے داموں بیچیں گے) حالانکہ حضور ﷺ نے مجبور انسان سے اس طرح خریدنے سے اور دھوکہ کی خرید وفروخت سے اور پکنے سے پہلے پھل بیچ دینے سے منع فرمایا ہے۔'' (مسند احمد جلد ا صفحہ ۱۱۶)

عید الاضحیٰ کا خطبہ:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ کی نماز میں شریک ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! حضور ﷺ نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا لہٰذا تم لوگ تین دن (تو گوشت کھاؤ اس) کے بعد نہ کھاؤ (حضور ﷺ نے پہلے تو منع فرمایا تھا لیکن بعد میں تین دن کے بعد بھی کھانے کی اجازت دے دی تھی۔'' (مسند احمد جلد ا صفحہ ۱۴۱)

حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب میں یہ کہتے

ہوئے سنا کہ

''حضور ﷺ نے فرمایا میرے بارے میں جھوٹ نہ بولو کیونکہ جو میرے بارے میں جھوٹ بولے گا وہ جہنّم کی آگ میں داخل ہوگا۔'' (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۵۰)

آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا:

حضرت ابوعبدالرحمٰن سُلمیؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اپنے غلام اور باندیوں پر شرعی حدود قائم کرو چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، کیونکہ حضور ﷺ کی ایک باندی سے زنا صادر ہو گیا تھا تو حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد شرعی قائم کروں۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے ہاں کچھ دیر پہلے بچہ پیدا ہوا ہے تو مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں اسے کوڑے ماروں گا تو وہ مر جائے گی۔ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر یہ بات عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا کیا۔'' (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

مجھے قتل کیا جائے گا:

حضرت عبداللہ بن سبعؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب فرمایا جس میں ارشاد فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! میری یہ داڑھی سر کے خون سے ضرور رنگین ہوگی یعنی مجھے قتل کیا جائے گا۔'' اس پر لوگوں نے کہا آپ ہمیں یہ بتائیں کہ وہ (آپ کو قتل کرنے والا) آدمی کون ہے؟ اللہ کی قسم! ہم اس کے سارے خاندان کو تباہ کر دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میرے قاتل کے علاوہ

کوئی اور ہرگز قتل نہ ہو۔" لوگوں نے کہا اگر آپ کو یقین ہے کہ عنقریب آپ کو قتل کر دیا جائے گا تو آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیں۔ فرمایا: "نہیں بلکہ میں تو تمہیں اسی کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد حضور ﷺ کر کے گئے تھے (یعنی حضور ﷺ نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا بلکہ اللہ کے حوالے کیا تھا میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں۔" (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

ایک چودھری نے مجھے ہدیہ کیا:

حضرت علاءؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے تمہارے مال میں سے اس شیشی کے علاوہ اور کچھ نہیں لیا اور اپنے کُرتے کی آستین سے خوشبو کی ایک شیشی نکال کر فرمایا یہ ایک گاؤں کے چودھری نے مجھے ہدیہ کی ہے۔" (ابو نعیم حلیۃ الاولیاء جلد ۵ صفحہ ۵۴)

اللہ کی پسند اور بندہ کی پسند:

حضرت عمیر بن عبدالملکؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے کوفہ کے منبر پر ہم لوگوں میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

"اگر میں خود حضور ﷺ سے نہ پوچھتا تو آپ ﷺ مجھے بتا دیتے اور اگر میں آپ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں بتاتے۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے اپنے عرش کے اوپر بلند ہونے کی قسم! جس بستی والے اور جس گھر والے اور جنگل میں اکیلے رہنے والے سب میری نافرمانی

پر ہوں جو کہ مجھے ناپسند ہے پھر یہ اسے چھوڑ کر میری اطاعت اختیار کرلیں جو مجھے پسند ہے تو میرا عذاب جو انہیں ناپسند ہے ان سے ہٹا کر اپنی رحمت کو ان کی طرف متوجہ کردوں گا جو انہیں پسند ہے اور جس بستی والے اور جس گھر والے اور جنگل میں اکیلے رہنے والے سب میری اطاعت پر ہوں جو مجھے پسند ہے وہ اسے چھوڑ کر میری نافرمانی اختیار کرلیں جو مجھے ناپسند ہے، تو میری رحمت جو انہیں پسند ہے وہ ان سے ہٹا کر اپنا غصہ ان کی طرف متوجہ کردوں گا جو انہیں ناپسند ہے۔'' (ابن مردویہ، کنزالعمال جلد ۸ صفحہ ۲۶۳)

خطباتِ امیر المؤمنین حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات پر خطاب:

حضرت ہبیرہؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب فرمایا:

''اے لوگو! آج رات ایسی ہستی دنیا سے اُٹھالی گئی ہے جن سے پہلے لوگ آگے نہیں جا سکے اور جنہیں پچھلے لوگ پا نہیں سکیں گے۔ حضور ﷺ انہیں کسی جگہ بھیجتے تو انہیں دائیں طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور بائیں طرف سے حضرت میکائیل علیہ السلام اپنے گھیرے میں لے لیتے اور جب تک اللہ انہیں فتح نہ دیتے یہ واپس نہ آتے۔ یہ صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے ہیں۔ آپ اس سے ایک خادم خریدنا چاہتے تھے۔ آج ستائیس رمضان کی رات میں اُن کی روح قبض کی گئی ہے۔ اسی رات میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو آسمانوں کی طرف اُٹھایا گیا۔''

ایک روایت میں ہے کہ وہ سونا و چاندی کچھ نہیں چھوڑ کر گئے صرف سات سو درہم چھوڑ کر گئے ہیں جو ان کے بیت المال میں سے ملنے والے وظیفہ میں سے بچے ہیں۔ اس روایت میں اس سے آگے نہیں ہے۔ (ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۸)

میرا تعارف کیا ہے؟

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطاب کیا پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا:

''امّا بعد! آج رات تم نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے اسی رات میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اسی میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اُٹھایا گیا اور اسی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم حضرت یُوشع بن نون ؒ کو شہید کیا گیا اور اسی میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔'' (ابویعلی، ابن جریر و ابن عساکر)

طبرانی کی روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا میں اُسے اپنا تعارف کرا دیتا ہوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا حسن ہوں (میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو اپنا باپ کہا ہے، حالانکہ یہ دونوں ان کے دادا پڑدادا تھے) پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآئِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ. (سورۃ یوسف:۳۸)

ترجمہ: ''اور میں نے اپنے ان باپ دادا کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیمؑ کا، اسحاقؑ کا اور یعقوبؑ کا۔''

پھر اللہ کی کتاب میں سے کچھ اور پڑھنے لگے پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف نام لے کر) فرمایا میں بشارت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں ڈرانے والے کا بیٹا ہوں، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں، میں اللہ کے حکم سے اللہ کی دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشن چراغ کا بیٹا ہوں، میں اُس ذات کا بیٹا ہوں جنہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا، میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن سے اللہ نے گندگی دور کر دی اور جنہیں خوب اچھی طرح پاک کیا، میں اس گھرانے کا فرد ہوں جن کی محبت اور دوستی کو اللہ نے فرض قرار دیا، چنانچہ جو قرآن

حضرت محمد ﷺ پر اللہ نے نازل کیا اس میں اللہ نے فرمایا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى. (سورۃ شوریٰ:۲۳)

ترجمہ: ''آپ (ان سے) یوں کہیئے کہ میں تم سے کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔'' (طبرانی)

طبرانی کی دوسری روایت میں یہ مضمون بھی ہے کہ حضور ﷺ انہیں جھنڈا دیا کرتے اور جب جنگ میں گھمسان کا رَن پڑتا تو جبرائیل علیہ السلام ان کے دائیں جانب آ کر لڑتے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ رمضان کی اکیسویں رات تھی۔ (الہیثمی)

حاکم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نبوی گھرانہ میں سے ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام (آسمان سے) اُتر کر ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور ہمارے پاس سے (آسمان کو) اُوپر جایا کرتے تھے۔ اس روایت میں اسی آیت کا یہ حصہ بھی ہے:

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا. (سورۃ شوریٰ:۲۳)

ترجمہ: ''اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کریں گے۔''

یہاں نیکی کرنے سے مراد ہمارے سارے گھرانے سے محبت کرنا ہے۔

(مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

اہل عراق سے خطاب:

حضرت ابو جمیلہؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے، ایک دفعہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اُن کی سرین پر خنجر مارا جس سے وہ زخمی ہو گئے اور چند ماہ بیمار رہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے خطاب کیا تو اس میں فرمایا:

''اے عراق والو! ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ہم تمہارے

اُمراء بھی ہیں اور مہمان بھی اور ہم اس گھرانے کے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

(سورۂ احزاب: ۳۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک وصاف رکھے۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس موضوع پر کافی دیر گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ مسجد کا ہر آدمی روتا ہوا نظر آنے لگا۔ (طبرانی)

ابن ابی حاتم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان باتوں کو بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ مسجد کا ہر آدمی آواز سے رونے لگا۔ (ابن ابی حاتم، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۸۶)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے میں نے حق چھوڑ دیا ہے:

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے نُخَیلہ مقام پر صلح کی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا جب یہ (صلح کی) بات طے ہوگئی ہے تو آپ کھڑے ہو کر گفتگو کریں اور لوگوں کو بتادیں کہ آپ نے خلافت چھوڑ دی ہے اور اسے میرے حوالے کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اُٹھے اور منبر پر خطاب کیا۔ حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ میں اس خطاب کو سُن رہا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''اما بعد! سب سے زیادہ سمجھداری تقوی اختیار کرنا ہے اور سب سے بڑی حماقت گناہوں میں مبتلا ہونا ہے میرا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خلافت کے بارے میں آپس میں اختلاف تھا یا تو میرا حق تھا جسے میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

لئے اس لئے چھوڑ دیا تا کہ اس اُمّت کا آپس کا معاملہ ٹھیک رہے اور ان کے خون محفوظ رہیں یا کوئی اور اس خلافت کا مجھ سے زیادہ حقدار ہے تو اب میں نے یہ خلافت اُس کے حوالے کر دی ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ. (سورۃ انبیاء:۱۱۱)

ترجمہ: ''اور میں (بالتعیّن) نہیں جانتا (کہ کیا مصلحت ہے) شاید وہ (تاخیر عذاب) تمہارے لئے (صُورتاً) امتحان ہو اور ایک وقت (یعنی موت) تک (زندگی سے) فائدہ پہنچانا ہو۔'' (طبرانی فی الکبیر جلد۲ صفحہ ۲۰۸)

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تو انہوں نے نخیلہ مقام میں ہم میں خطاب کیا اور کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پچھلی حدیث جیسا مضمون بیان کیا اور آخر میں مزید یہ بھی ہے:

''میں اسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں اور میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔'' (حاکم جلد۳ صفحہ ۱۷۵)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے اس خطاب میں یہ بھی فرمایا:

''امّا بعد! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلوں کے ذریعہ سے (یعنی حضور ﷺ کے ذریعہ سے) تمہیں ہدایت دی اور ہمارے پچھلوں کے ذریعہ (یعنی میرے ذریعہ) تمہارے خون کی حفاظت کی۔ اس خلافت کی تو ایک خاص مُدّت ہے اور دنیا تو آنے جانے والی چیز ہے کبھی کسی کے پاس ہوتی ہے کبھی کسی کے پاس۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا ہے:

وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ. (سورۃ انبیاء:۱۱۱)

خطباتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اللہ جو چیز دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا:

حضرت محمد بن کعب قُرظیؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک دن مدینہ میں خطاب فرما رہے تھے اس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ جو چیز دینا چاہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے وہ روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اُس کی مالداری اللہ کے ہاں کوئی کام نہیں دے سکتی۔ اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ میں نے یہ ساری باتیں (منبر کی) ان لکڑیوں پر حضور ﷺ سے سُنی ہیں۔" (ابن عبد البر جامع بیان العلم جلد ا صفحہ ۲۰)

اس اُمّت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا:

حضرت حمید بن عبد الرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہم میں خطاب فرمایا، میں نے انہیں خطاب میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہی ہوں اور دیتے تو صرف اللہ ہی ہیں اور یہ اُمّت ہمیشہ حق پر اور اللہ کے دین پر قائم رہے گی اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ صورت حال اللہ کے حکم کے آنے تک یعنی قیامت کے قائم ہونے تک ایسے ہی رہے گی۔" (ابن عبد البر ایضاً)

ایک جماعت اللہ کے دین کو لے کر کھڑی رہے گی:

حضرت عُمیر بن ہانیؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے لوگوں میں خطاب کیا، جس میں ارشاد فرمایا:

''میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری اُمّت میں سے ہمیشہ ایک جماعت اللہ کے دین کو لے کر کھڑی رہے گی ان کی مخالفت کرنے والے اور ان کی مدد چھوڑنے والے کوئی بھی ان کا نقصان نہ کرسکیں گے اور اللہ کے حکم کے آنے تک یعنی قیامت کے قائم ہونے تک وہ ایسے ہی رہیں گے۔''

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔ حضرت عمیر بن ہانی کہتے ہیں کہ اس پر حضرت مالک بن یُخامرؒ نے کھڑے ہو کر کہا میں نے حضرت معاذ بن جبل ﷜ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (میرے خیال میں) یہ جماعت آج کل شام میں ہے۔ (احمد، ابویعلی)

حضرت یونس بن حَلبَس جُبلانی سے اسی جیسی حدیث مروی ہے اور اس میں مزید یہ بھی ہے پھر حضرت معاویہ ﷜ نے اس آیت کو بطور دلیل کے ذکر کیا:

يَا عِيسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ.

(سورۃ آل عمران:۵۵)

ترجمہ: ''اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بیشک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور (فی الحال) میں تم کو اپنی طرف اُٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں۔ ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روزِ قیامت تک۔'' (ابن عساکر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۳۰)

اللہ جس سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں:

حضرت مکحولؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ نے منبر پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! علم تو سیکھنے سے آتا ہے اور دین کی سمجھ تو حاصل کرنے سے آتی ہے اور جس کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اَللہ سے صرف وہی ڈرتے ہیں (جو اس کی قدرت کا) علم رکھتے ہیں اور میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی جو لوگوں پر غالب رہے گی اور مخالفین اور دشمنوں کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی اور یہ لوگ قیامت تک یونہی غالب رہیں گے۔'' (ابن عساکر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۳۰)

خطباتِ امیر المؤمنین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما:

حج کے اجتماع میں حجاج سے خطاب:

حضرت محمد بن عبداللہ ثقفیؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خطبہ میں شریک ہوا۔ ہمیں ان کے بارے میں اسی وقت پتہ چلا جب وہ یَومُ التَّرویہ (آٹھویں ذی الحج) سے ایک دن پہلے احرام باندھ کر ہمارے پاس باہر آئے وہ ادھیڑ عمر کے خوبصورت آدمی تھے۔ وہ سامنے آرہے تھے۔ لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین ہیں پھر وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اس وقت ان پر احرام کی دو سفید چادریں تھیں۔ پھر انہوں نے لوگوں کو سلام کیا۔ لوگوں نے انہیں سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے بڑی اچھی آواز سے لبیک پڑھا۔ ایسی اچھی آواز میں نے کبھی ہی سنی ہوگی، پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کی اس کے بعد فرمایا:

''امّا بعد! تم لوگ مختلف علاقوں سے وفد بن کر اللہ کے پاس آتے ہو لہٰذا اللہ پر بھی اپنے فضل سے لازم ہے کہ وفد بن کر آنے والوں کا اکرام کرے اب جو ان اُخروی نعمتوں کا طالب بن کر آیا ہے جو اللہ کے پاس ہیں تو اللہ سے طلب کرنے والا محروم نہیں رہتا، لہٰذا اپنے قول کی عمل سے تصدیق کرو کیونکہ قول کا سہارا عمل ہے اور اصل نیّت دل کی ہوتی ہے ان دنوں میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپ لوگ مختلف علاقوں سے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کا مقصد نہ تجارت ہے اور نہ مال حاصل کرنا اور نہ ہی دنیا لینے کی اُمید میں آپ لوگ یہاں آئے ہیں۔''

پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک پڑھا اور لوگوں نے بھی پڑھا۔ پھر انہوں نے بڑی لمبی گفتگو فرمائی پھر فرمایا:

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ. (سورۃ بقرہ:۱۹۷)

ترجمہ: ''(زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔'' (سورۂ بقرہ اور آیت نمبر ۱۹۷)

فرمایا وہ تین مہینے ہیں شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ.

''سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر (اس کو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے۔''

یعنی بیوی سے صحبت کرنا **وَلَا فُسُوْقَ** ''اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے'' یعنی مسلمانوں کو برا بھلا کہنا **وَلَا جِدَالَ** ''اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے'' یعنی لڑائی جھگڑا کرنا۔

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى.

ترجمہ: ''اور جو نیک کام کرو گے خدائے تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے اور (جب حج کو جانے لگو) خرچ ضرور لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں (گداگری سے) بچا رہنا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ.

ترجمہ: ''تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو۔''

چنانچہ اللہ نے حاجیوں کو تجارت کی اجازت دے دی پھر اللہ نے فرمایا:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفَاتٍ.

ترجمہ: ''پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو۔''

اور عرفات ٹھہرنے کی وہ جگہ ہے جہاں حاجی لوگ سورج کے غروب تک وقوف کرتے ہیں پھر وہاں سے واپس آتے ہیں۔

فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ۔

ترجمہ: ''تو مشعرحرام کے پاس (مزدلفہ میں شب کو قیام کرکے) خدائے تعالیٰ کو یاد کرو۔''

یہ مزدلفہ کے وہ پہاڑ ہیں جہاں حاجی رات کو ٹھہرتے ہیں۔

وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰاكُمۡ.

ترجمہ: ''اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔''

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ صرف مکہ شہر والوں کے لئے ہے کیونکہ مکہ والے مُزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور عرفات نہیں جاتے تھے، اس لئے وہ مزدلفہ سے واپس آتے تھے۔ جبکہ باقی لوگ عرفات جاتے تھے اور وہاں سے واپس آتے تھے تو اللہ نے اُن کے فعل پر انکار کرتے ہوئے فرمایا:

ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ.

ترجمہ: ''پھر تم سب کو ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں۔''

یعنی وہاں سے واپس آ کر اپنے مناسک حج پورے کرو۔ زمانۂ جاہلیت کے حاجیوں کا دستور یہ تھا کہ وہ حج سے فارغ ہو کر اپنے آباؤاجداد کے

کارناموں کا ذکر کر کے ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(سورۃ بقرہ:۲۰۰-۲۰۱)

ترجمہ:''تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھ کر ہے سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دے دیجئے اور ایسے شخص کو آخرت میں (بوجہ انکار آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچائیے۔''

یعنی دنیا میں رہ کر دنیا کے لئے بھی محنت کرتے ہیں اور آخرت کے لئے بھی۔''

پھر حضرت ابن زبیر ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ. (سورۃ بقرہ:۲۰۳)

ترجمہ:''اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک۔''

اور فرمایا:''اس سے ایام تشریق مراد ہیں اور ان دنوں کے ذکر میں **سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کہنا اور اللہ کی عظمت والے کلمات کہنا سب شامل ہے۔''

پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے میقات یعنی لوگوں کے احرام باندھنے کی جگہوں کا ذکر کیا، چنانچہ فرمایا:

''مدینہ والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور عراق والوں کے لئے عقیق ہے اور نجد والوں اور طائف والوں کے لئے قرن ہے اور یمن والوں کے لئے یلملم ہے۔'' اس کے بعد اہل کتاب کے کافروں کے لئے یہ بددعا کی:

''اے اللہ! اہل کتاب کے ان کافروں کو عذاب دے جو تیری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستہ سے روکتے ہیں۔ اے اللہ! انہیں عذاب بھی دے اور ان کے دل بدکار عورتوں جیسے بنا دے۔''

اس طرح بہت لمبی دعا کی پھر فرمایا:

''یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ایسے اندھا کر دیا جیسے ان کی آنکھوں کو اندھا کیا وہ حج تمتع کا یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ایک آدمی مثلاً خراسان سے حج کا احرام باندھ کر آیا تو یہ اُس سے کہتے ہیں کہ عمرہ کر کے احرام کھول دو پھر یہاں سے حج کا احرام باندھ لینا (حالانکہ جب وہ حج کا احرام باندھ کر آیا ہے تو وہ حج کر کے ہی احرام کھول سکتا ہے اس سے پہلے نہیں) اللہ کی قسم! حج کا احرام باندھ کر آنے والے کو صرف ایک صورت میں تمتع کی یعنی عمرہ کر کے احرام کھول دینے کی اجازت ہے جبکہ اسے حج سے روک دیا جائے۔''

پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک پڑھا اور تمام لوگوں نے پڑھا۔ راوی

کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کسی دن نہیں دیکھا۔ (طبرانی)

حضرت ہشام بن عُروہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''اچھی طرح سمجھ لو کہ بطنِ عُرنہ کے علاوہ سارا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور خوب جان لو کہ بطنِ مُحَسّر کے علاوہ سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔'' (تفسیر ابن جریر طبری جلد۲ صفحہ ۱۷۸)

اللہ کے سامنے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول ہوتی ہے:

حضرت عباس بن سہل بن سعد ساعدی انصاریؒ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ کے منبر پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو خطاب میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

''اے لوگو! حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے اگر ابنِ آدم کو سونے کی ایک وادی دے دی جائے تو وہ دوسری وادی کی تمنا کرنے لگے گا اور اگر دوسری وادی دے دی جائے تو تیسری کی تمنا کرنے لگے گا اور ابنِ آدم کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہے اللہ اُس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔'' (ابونعیم فی الحلیۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۷)

مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ کی نمازوں کی فضیلت:

حضرت عطاء بن ابی رَبَاحؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ہم لوگوں میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''حضور ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ

دوسری مساجد کی ہزار نماز سے افضل ہے اور مسجد حرام کی ایک نماز (میری مسجد کی نماز پر) سو گنا فضیلت رکھتی ہے۔"

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ اس طرح مسجد حرام کی نماز کو (دوسری مسجد کی نماز پر) لاکھ گنا فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن زبیرؓ سے پوچھا اے ابو محمد! یہ لاکھ گنا فضیلت صرف مسجد حرام میں ہے یا سارے حرم میں ہے؟

انہوں نے فرمایا: "نہیں سارے حرم میں ہے کیونکہ سارا حرم مسجد (کے حکم میں) ہے؟" (ابوداؤد صفحہ ۱۹۰)

عید کے دن خطبے کا وقت:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت وہب بن کیسانؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن زبیرؓ نے عید کے دن عید کی نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ میں نے انہیں خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا:

"اے لوگو! عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا ہرگز درست نہیں۔ عید کے بعد خطبہ پڑھنا اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ ہے۔

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴)

مرد کے لئے کون سا لباس بہتر ہے؟

حضرت ثابتؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو خطاب میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ

"حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے جو مرد دُنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔" (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۵)

حضور ﷺ نماز کے بعد کیا پڑھتے تھے؟

حضرت ابوالزبیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

''حضور ﷺ جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت اُسی کے لئے ہے۔ تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ بُرائی سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی طاقت صرف اسی سے مِلتی ہے۔ ہم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہیں وہ نعمت، فضل اور اچھی تعریف والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پورے اِخلاص کے ساتھ دین پر چل رہے ہیں چاہے یہ کافروں کو بُرا لگے۔'' (مسند احمد جلد۴ صفحہ ۵)

دس محرم کا روزہ حضور ﷺ کا حکم ہے:

حضرت ثویرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

''یہ عاشوراء (دس محرم) کا دن ہے اس میں روزہ رکھو کیونکہ حضور ﷺ نے اس دن کے روزے کا حکم دیا ہے۔'' (مسند احمد جلد۴ صفحہ ۶)

حضرت کلثوم بن جبرؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما دینی اُمور میں بڑی مشکل سے رعایت کرتے تھے انہوں نے ایک مرتبہ ہم میں خطاب کیا، اس میں ارشاد فرمایا:

''اے مکّہ والو! مجھے قریش کے کچھ لوگوں کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ نَرد شِیر کھیل کھیلتے ہیں (یہ شطرنج جیسا کھیل ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (سورۃ مائدہ:۹۰)

ترجمہ: ''بات یہی ہے کہ شراب اور جواء اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔''

اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پاس جو آدمی ایسا لایا گیا جو یہ کھیل کھیلتا ہوگا تو میں اس کے بال اور کھال اُدھیڑ دوں گا اور سخت سزا دوں گا اور اس کا سامان اسے دے دوں گا جو اسے میرے پاس لائے گا۔''

(بخاری شریف صفحہ ۱۸۶)

خطباتِ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کی موجودگی میں خطاب:

حضرت ابوالدّرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مختصر خطاب فرمایا، خطاب سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم کھڑے ہوکر خطاب کرو چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ سے کم خطاب کیا، جب وہ خطاب سے فارغ ہوگئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب تم اٹھو اور خطاب کرو۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے بھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی کم خطاب کیا۔ جب وہ خطاب سے فارغ ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلانے! اب تم کھڑے ہوکر خطاب کرو اس نے کھڑے ہوکر خوب منہ بھر کے باتیں کیں۔ حضور ﷺ نے اُسے فرمایا خاموش ہوجاؤ اور بیٹھ جاؤ کیونکہ خوب منہ بھر کے باتیں کرنا شیطان کی طرف سے ہے اور بعض خطاب جادو کی طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اے ابن اُمّ عبد! اب تم کھڑے ہوکر خطاب کرو۔ انہوں نے کھڑے ہوکر پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر کہا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ ہمارے رب ہیں اور اسلام ہمارا دین ہے اور قرآن ہمارا اِمام ہے اور بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور ہاتھ سے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کرکے کہا اور یہ ہمارے نبی ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے لئے جو کچھ ناپسند کیا ہم نے بھی اسے اپنے لئے ناپسند کیا۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"ابن اُمّ عبد نے ٹھیک کہا، ابن اُمّ عبد نے ٹھیک اور سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے لئے پسند کیا وہ بھی مجھے پسند ہے۔" (طبرانی)

ابن عساکر کی روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ

"جو کچھ اللہ نے میرے لئے اور میری اُمّت کے لئے ناپسند کیا وہ مجھے بھی ناپسند ہے اور جو کچھ ابن اُمِّ عبد نے ناپسند کیا وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔" (ابن عساکر)

ابن عَساکر کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا اب تم بات کرو، چنانچہ شروع میں انہوں نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجا پھر کلمۂ شہادت پڑھا پھر یہ کہا:

"ہم اللہ کے ربّ ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور میں نے بھی آپ لوگوں کے لئے وہی پسند کیا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند کیا۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں بھی تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو تمہارے لئے ابنِ اُمّ عبد یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پسند کیا۔" (ابن عساکر فی المنتخب جلد۵ صفحہ ۲۳۷)

سانپ کو مارنا چاہیئے:

حضرت ابوالاحوص جشمیؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ خطاب فرما رہے تھے کہ اتنے میں انہیں دیوار پر سانپ چلتا ہوا نظر آیا۔ اُنہوں نے خطاب چھوڑ کر چھڑی سے اُسے اتنا مارا کہ وہ مر گیا پھر فرمایا:

"میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی سانپ کو مارا تو گویا اُس نے ایسے مشرک آدمی کو مارا ہے جس کا خون بہانا حلال ہو گیا۔"

(مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۴۲۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا تذکرہ:

حضرت ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔ آٹھ دن سفر کرنے کے بعد انہوں نے ایک جگہ خطاب کیا پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا:

''امّا بعد! امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ روتے ہوئے کسی دن نہیں دیکھا پھر ہم حضرت محمد ﷺ کے صحابہ جمع ہوئے اور ایسے آدمی کے تلاش کرنے میں کوئی کمی نہیں کی جو ہم میں سب سے بہتر ہو اور ہر لحاظ سے ہم پر فوقیت رکھنے والا ہو، چنانچہ ہم نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے۔ آپ لوگ بھی ان سے بیعت ہو جائیں۔'' (ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۶۳)

خطاب حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ

دنیا نے اپنے ختم ہونے کا اعلان کر دیا ہے:

حضرت خالد بن عُمیر عدویؒ کہتے ہیں کہ حضرت عُتبہ بن غَزوان رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ہم لوگوں میں خطاب کیا تو پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''امّا بعد! دُنیا نے اپنے ختم ہو جانے کا اعلان کر دیا ہے اور پیٹھ پھیر کر تیزی سے جا رہی ہے اور دنیا میں سے بس تھوڑا سا حصّہ باقی رہ گیا ہے۔ جیسے برتن میں اخیر میں تھوڑا سا رہ جاتا ہے اور آدمی اسے چُوس لیتا ہے اور تم یہاں سے منتقل ہو کر ایسے جہان میں چلے جاؤ گے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ لہٰذا جو اچھے

اعمال تمہارے پاس موجود ہیں ان کو لے کر اگلے جہاں میں جاؤ۔

ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنّم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے گا جو ستّر سال تک جہنّم میں گرتا رہے گا، لیکن پھر بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اللہ کی قسم! یہ جہنّم بھی ایک دن انسانوں سے بھر جائے گی کیا تمہیں اس پر تعجب ہو رہا ہے؟

اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کے دو پٹوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ جنّتیوں کے ہجوم کی وجہ سے اتنا چوڑا دروازہ بھی بھرا ہوا ہوگا۔

اور میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ صرف سات آدمی تھے اور میں بھی ان میں شامل تھا اور ہمیں کھانے کو صرف درختوں کے پتّے ملتے تھے جنہیں مسلسل کھانے کی وجہ سے ہمارے جبڑے بھی زخمی ہو گئے تھے۔

اور مجھے ایک گری پڑی چادر ملی تھی میں نے اُس کے دو ٹکڑے کئے، ایک ٹکڑے کو میں نے لُنگی بنا لیا اور ایک کو حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔

ایک زمانہ میں تو ہمارے فقر و فاقہ کا یہ حال تھا اور آج ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا گورنر بنا ہوا ہے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی نگاہ میں تو بڑا ہوں اور اللہ کے ہاں چھوٹا ہوں۔"

(مسلم، ترغیب جلد ۵ صفحہ ۱۷۹)

حاکم کی روایت کے آخر میں یہ مضمون بھی ہے کہ

"ہر نبوّت کی لائن دن بدن کم ہوتی چلی گئی ہے اور بالآخر اس کی جگہ

بادشاہت نے لے لی ہے اور میرے بعد تم اور گورنروں کا تجربہ کرلو گے۔"

(مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۲۶۱)

ابن سعد میں اس روایت کے شروع میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں سب سے پہلا یہ خطاب کیا کہ

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (ابن سعد)

خطباتِ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

دنیا نے جدا ہونے کا اعلان کر دیا ہے

حضرت ابو عبدالرحمٰن سُلَمیؒ کہتے ہیں کہ حضرت حُذیفہ بن یَمان رضی اللہ عنہ مدائن شہر کے گورنر تھے۔ ہمارے اور مدائن کے درمیان ایک فرسخ یعنی تین میل کا فاصلہ تھا۔ میں اپنے والد کے ساتھ مدائن جمعہ پڑھنے گیا، چنانچہ وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

"قیامت قریب آگئی اور چاند کے ٹکڑے ہو گئے۔ غور سے سنو! چاند کے تو ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ توجہ سے سنو! دنیا نے جدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ غور سے سنو! آج تو تیاری کا دن ہے کل کو ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا مقابلہ ہے۔"

میں نے اپنے والد سے کہا ان کے نزدیک آگے نکلنے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے

کہا: ”اس کا مطلب یہ ہے کون جنت کی طرف آگے بڑھتا ہے۔“ (ابونعیم حلیۃ الاولیاء جلد ا صفحہ ۲۸۱)

ابن جریر کی روایت کے شروع میں یہ مضمون ہے:

”غور سے سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ. (سورۂ قمر:۱)

ترجمہ: ”قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔“

غور سے سنو! بیشک قیامت قریب آ چکی ہے۔ اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کیا سچ مچ کل لوگوں کا آگے نکلنے میں مقابلہ ہوگا؟ میرے والد نے کہا اے میرے بیٹے! ”تم تو بالکل نادان ہو اس سے تو اعمال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا مراد ہے۔“

پھر اگلا جمعہ آیا۔ ہم جمعہ میں آئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر خطاب کیا اور فرمایا:

”غور سے سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَر. (سورۃ قمر:۱)

توجہ سے سنو! دنیا نے جُدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ غور سے سنو! آج تیاری کا دن ہے کل ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا مقابلہ ہوگا اور (تیاری نہ کرنے والے کا) انجام جہنم کی آگ ہے اور آگے نکل جانے والا وہ ہے جو جنّت کی طرف سبقت لے جائے گا۔“ (ابن جریر۔ حاکم)

حلال کمائی ہو تو کھالو:

ابو داؤد احمدیؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مَدائن شہر میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! اپنے غلاموں کی کمائی کی تحقیق کرتے رہو اور یہ معلوم کرو کہ

وہ کہاں سے کما کر تمہارے پاس لاتے ہیں کیونکہ حرام سے پرورش پانے والا گوشت کبھی بھی جنّت میں داخل نہیں ہو سکے گا اور یہ بات جان لو کہ شراب کا بیچنے والا، خریدنے والا اور اپنے لئے بنانے والا یہ سب شراب پینے والے کی طرح ہیں۔'' (مصنف عبدالرزاق)

خطاب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

اے لوگو! رویا کرو:

حضرت قسامہ بن زُہیرؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں لوگوں میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنا لیا کرو کیونکہ جہنم والے اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے اتنے آنسو روئیں گے کہ اگر ان آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ بھی چل جائیں۔'' (ابن سعد)

خطاب حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں:

حضرت شقیقؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ موسم حج کے امیر تھے، انہوں نے ہم میں خطاب کیا، انہوں نے سورہ بقرہ شروع کردی، آیتیں پڑھتے جاتے تھے اور اُن کی تفسیر کرتے جاتے تھے۔ میں اپنے دِل میں کہنے لگا نہ تو میں نے ان جیسا آدمی دیکھا اور نہ اِن جیسا کلام کبھی سُنا

اگر فارس اور روم والے ان کا کلام سُن لیں تو سب مسلمان ہو جائیں۔ (ابونعیم)

خطاب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حاکم کون لوگ ہوں گے؟

حضرت ابو یزید مدینیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضور ﷺ کے منبر پر کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی اور تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو قرآن سکھایا اور تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت محمد ﷺ کی صُحبت میں رہنے کا موقع عنایت فرما کر ابو ہریرہ پر بڑا احسان فرمایا۔ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے خمیری روٹی کھلائی اور اچھا کپڑا پہنایا۔ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے بنتِ غزوان سے میری شادی کرادی، حالانکہ پہلے میں پیٹ بھر کر کھانے کے بدلے اُس کے پاس مزدوری پر کام کرتا تھا او وہ مجھے سواری دیا کرتی تھی اور اب میں اُسے سواری دیتا ہوں جیسے وہ دیا کرتی تھی۔''

پھر فرمایا: ''عربوں کے لئے ہلاکت ہو کہ ایک بہت بڑا شر قریب آ گیا ہے اور اُن کے لئے ہلاکت ہو کہ عنقریب بچے حاکم بن جائیں گے اور لوگوں میں اپنی مرضی اور خواہش کے فیصلے کریں گے اور غصّہ میں آ کر لوگوں کو ناحق قتل کریں گے۔ اے (حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے) فرّوخ کے بیٹو! یعنی عجم کے

رہنے والو! (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس بیٹے کی اولاد عجم کہلاتی ہے) تمہیں خوشخبری ہو اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر دین ثریّا ستارے کے پاس لٹکا ہوا ہوتا تو بھی تمہارے کچھ آدمی اُسے ضرور حاصل کر لیتے۔" (ابونعیم)

امیر کی اطاعت:

حضرت ابوحبیبہؒ کہتے ہیں کہ جن دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں اُن کی خدمت میں ان کے گھر گیا وہاں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں سے بات کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی، چنانچہ وہ خطاب کے لئے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا:

"میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد تم پر ایک بڑا فتنہ اور بڑا اختلاف ظاہر ہوگا ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! ان حالات میں آپ ہمیں کیا کرنے کا حکم کرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا امیر اور اس کے ساتھیوں کو مضبوطی سے پکڑے رہنا یہ فرماتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ (مستدرک حاکم)

خطاب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

اللہ کی قسم میں مسلمان ہوں

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت محمد بن یوسف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

نے حجاج بن یوسف سے اندر آنے کی اجازت مانگی اُس نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اندر جا کر سلام کیا۔ حجاج کے تخت کے قریب دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ حجاج نے اُن سے کہا انہیں جگہ دے دو۔ انہوں نے مجھے جگہ دے دی۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ حجاج نے مجھ سے کہا: اللہ نے آپ کے والد کو بہت خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ کیا آپ وہ حدیث جانتے ہیں جو آپ کے والد نے عبدالملک بن مروان کو آپ کے دادا حضرت عبداللہ بن سلام کی طرف سے سُنائی تھی؟ میں نے کہا آپ پر اللہ رحم فرمائے، کون سی حدیث؟ حدیثیں تو بہت ہیں۔ حجاج نے کہا مصریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تھا ان کے بارے میں حدیث۔ میں نے کہا وہ حدیث مجھے معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونا چاہا تو اندر موجود لوگوں نے اُن کے لئے راستہ بنا دیا، جس سے وہ اندر داخل ہو گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا السلام علیک اے امیر المؤمنین! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا وعلیک السلام اے عبداللہ بن سلام! کیسے آنا ہوا؟ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو یہ پختہ عزم کر کے آیا ہوں کہ یہاں سے ایسے ہی نہیں جاؤں گا (بلکہ آپ کی طرف سے ان مصریوں سے لڑوں گا) پھر یا تو شہید ہو جاؤں گا یا اللہ آپ کو فتح نصیب فرما دیں گے۔ مجھے تو یہی نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا تو یہ آپ کے لئے تو بہتر ہو گا لیکن ان کیلئے بہت بُرا ہو گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کے اوپر میرا جو حق ہے اُس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ اُن کے پاس ضرور جائیں اور ان کو سمجھائیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے خیر کو لے آئیں اور شر کو ختم کر دیں۔ حضرت ابنِ سلام رضی اللہ عنہ نے اپنا ارادہ چھوڑ دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات مان لی اور ان مصریوں کے پاس باہر آئے۔ جب مصریوں نے ان کو دیکھا تو وہ سب ان کے پاس

اکٹھے ہو گئے وہ یہ سمجھے کہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ کوئی خوشی کی بات لائے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ خطاب کے لئے کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''امّا بعد! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا جو ان کی اطاعت کرتا تھا اسے جنت کی بشارت دیتے تھے اور جو نافرمانی کرتا تھا اُسے جہنّم سے ڈراتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا اتباع کرنے والوں کو تمام دین والوں پر غالب کر دیا، اگرچہ یہ بات مشرکوں کو بہت ناگوار گزری۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے بہت سے رہنے کی جگہیں پسند فرمائیں اور ان میں سے مدینہ منورہ کو منتخب فرمایا اور اسے ہجرت کا گھر اور ایمان کا گھر قرار دیا (ہر جگہ سے مسلمان ہجرت کر کے وہاں آتے رہے اور ایمان سیکھتے رہے)۔

اللہ کی قسم! جب سے حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے ہیں اُس وقت سے لے کر آج تک اللہ کی تلوار آپ لوگوں سے نیام میں ہے (یعنی مسلمان قتل نہیں ہو رہے ہیں)۔''

پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا، لہٰذا جسے ہدایت ملی اُسے اللہ کے دینے سے ملی اور جو گمراہ ہوا وہ واضح اور کھلی دلیل کے آنے کے بعد گمراہ ہوا۔ پہلے زمانے میں جو بھی نبیؑ شہید کیا گیا اُس کے بدلے میں (۷۰) ہزار جنگجو جوان قتل کئے گئے ان میں سے ہر ایک اس خلیفہ کے بدلے میں قتل ہوا۔ لہٰذا تم جلد بازی میں کہیں ان بڑے میاں کو قتل نہ کر دو۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو آدمی بھی انہیں قتل کرے گا وہ قیامت کے دن

اللہ کے ہاں اس حال میں پیش ہوگا کہ اُس کا ہاتھ کٹا ہوا اور شل ہوگا۔ اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ ایک باپ کا اپنے بیٹے پر جتنا حق ہوتا ہے اُتنا ہی ان بڑے میاں کا تمہارے اوپر ہے۔''

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ سارے باغی کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے۔ یہودی جھوٹے ہیں، یہودی جھوٹے ہیں (چونکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پہلے یہودی تھے اور بعد میں مسلمان ہوئے، اس لئے بطور طعنے کے انہوں نے ایسا کیا) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کی قسم! یہ بات کہہ کر تم گنہگار ہوگئے ہو میں یہودی نہیں ہوں میں تو مسلمان ہوں۔ یہ بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور سارے مؤمن جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی ہے:

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ.

(سورۃ رعد:۴۳)

''آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔''

(جس کے پاس گزشتہ آسمانی کتاب کا علم ہے اس سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام اور ان جیسے دوسرے یہودی علماء ہیں جو تورات کی بتائی ہوئی نشانیاں دیکھ کر مسلمان ہوگئے تھے)۔

اور میرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ. (سورۂ احقاف:۱۰)

''آپ کہہ دیجئے کہ تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آوے اور تم تکبّر ہی میں رہو۔''

پھر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

خطاب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما

مؤمن کو اللہ سے ملاقات کا شوق ہونا چاہئے

حضرت محمد بن حسنؒ کہتے ہیں کہ جب عمر بن سعد نے (لشکر لے کر) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پڑاؤ کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ انہیں قتل کر دیں گے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں میں کھڑے ہو کر خطاب کیا، پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا:

''جو معاملہ تم دیکھ رہے ہو وہ سر پر آن پڑا ہے (ہمیں قتل کرنے کے لئے لشکر آ گیا ہے) دُنیا بدل گئی ہے اور اوپری ہو گئی ہے۔ اس کی نیکی پیٹھ پھیر کر چلی گئی ہے اور دُنیا کی نیکی میں سے صرف اِتنا رہ گیا جتنا برتن کے نچلے حصّہ میں رہ جایا کرتا ہے۔ بس گھٹیا زندگی رہ گئی ہے جیسے مُضر صحت چراگاہ ہوا کرتی ہے جس کا گھاس کھانے سے ہر جانور بیمار ہو جاتا ہے۔

کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ حق پر عمل نہیں کیا جا رہا اور باطل سے رُکا نہیں جا رہا (ان حالات میں) مؤمن کو اللہ سے ملاقات کا شوق ہونا چاہئے۔ میں تو اس وقت کو بڑی سعادت کی چیز اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو پریشانی اور بے چینی کی چیز سمجھتا ہوں۔'' (الطبرانی)

ظالم حکمران کون سا ہے؟

حضرت عقبہ بن ابی العیزار کی روایت تاریخ ابن جریر میں اس طرح ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ذِی حُسُم مقام میں کھڑے ہو کر بیان کیا اور اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔

حضرت عقبہ بن ابی العَیزارؒ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیضہ مقام میں اپنے ساتھیوں میں اور حر بن یزید کے ساتھیوں میں خطاب کیا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

''اے لوگو! حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ایسے ظالم سلطان (حکمران) کو دیکھے جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حَلال سمجھے اور اللہ سے کئے ہوئے معاہدے کو توڑے اور حضور ﷺ کی سُنت کا مخالف ہو اور اللہ کے بندوں کے بارے میں گناہ اور زیادتی کے کام کرتا ہو اور پھر وہ آدمی اس بادشاہ کو اپنے قول اور فعل سے نہ بدلے تو اللہ پر حق ہوگا کہ وہ اسے اس جرم کے لائق جگہ یعنی جہنّم میں داخل کرے۔

غور سے سنو! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمان کی اِطاعت چھوڑ دی ہے اور فساد کو غالب کر دیا ہے اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کو چھوڑ دیا ہے اور مالِ غنیمت پر خود قبضہ کرلیا ہے اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حَلال اور اللہ کی حَلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے۔

ان لوگوں کو بدلنے کا سب سے زیادہ حق مجھ پر ہے۔

تمہارے خط میرے پاس آئے تھے اور تمہارے قاصد بھی مسلسل آتے رہے کہ تم مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہو اور مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑو گے اب اگر تم اپنی بیعت پر پورے اُترتے ہو تو تمہیں پوری ہدایت ملے گی اور پھر

میں بھی علی کا بیٹا حسین ہوں اور حضور ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ کا بیٹا ہوں۔

میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے اور میرے گھر والے تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ تم لوگوں کے لئے میں بہترین نمونہ ہوں اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد توڑ دیا اور میری بیعت کو اپنی گردن سے اُتار پھینکا تو میری جان کی قسم! ایسا کرنا میرے والد میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی (مسلم بن عقیل) کے ساتھ بھی کر چکے ہو۔ جو تم لوگوں سے دھوکہ کھائے وہ اصل دھوکہ میں پڑا ہوا ہے تم اپنے حصے سے چوک گئے اور تم نے (خوش قسمتی میں سے) اپنا حصّہ ضائع کر دیا اور جو عہد توڑے گا تو اس کا نقصان خود اسی کو ہوگا اور عنقریب اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے مستغنی کر دے گا تم لوگوں کی مجھے ضرورت نہ رہے گی والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔'' (ابن جریر طبری)

خطاب حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ

جنت کی نعمتیں اور شہید کا مقام

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا عمل اُن کے قول کی تصدیق کرتا تھا۔ اُنہوں نے ایک مرتبہ ہم میں خطاب کیا جس میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اللہ نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں انہیں یاد رکھو اور اللہ کی یہ نعمتیں کتنی اچھی ہیں۔ ہم سُرخ، سبز اور زرد رنگ برنگے کپڑے دیکھ رہے ہیں اور گھروں میں جو سامان ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔''

حضرت یزید رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ

”جب لوگ نماز کے لئے صفیں بنالیتے ہیں اور لڑائی کے لئے صفیں بنالیتے ہیں تو آسمان کے، جنت کے اور دوزخ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی حوریں سجائی جاتی ہیں اور وہ جھانک کر دیکھنے لگ جاتی ہیں۔ جب آدمی آگے بڑھتا ہے تو وہ کہتی ہے اے اللہ! اس کی مدد فرما اور جب آدمی پیٹھ پھیرتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے تو وہ اس سے پردہ کرلیتی ہے اور کہتی ہے اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، لہٰذا تم پورے زور سے جنگ کرو۔

میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اور موٹی آنکھوں والی حوروں کو رُسوا نہ کرو۔ کیونکہ جب خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اُس نے جتنے گناہ کئے ہوتے ہیں وہ سب معاف ہوجاتے ہیں اور وہ حوریں آسمان سے اترتی ہیں اور اُس کے چہرے کو صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں ہم سے ملاقات کا وقت آ گیا ہے وہ شہید کہتا ہے تمہارے لئے بھی ملاقات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پھر اسے سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں جو بنی آدم کی بُنائی کے نہیں ہوتے بلکہ جنت کی پیداوار کے ہوتے ہیں اور وہ اتنے باریک اور لطیف ہوتے ہیں کہ وہ سو جوڑے دو انگلیوں کے درمیان رکھ دیئے جائیں تو سارے دونوں کے درمیان آ جائیں۔“

اور حضرت یزید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

”مجھے بتایا گیا ہے کہ تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔“ (الطبرانی)

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن شجرہ رَہاوی رضی اللہ عنہ شام کے گورنروں میں سے ایک گورنر تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں لشکروں کا امیر بنایا کرتے تھے۔ ایک دن اُنہوں نے ہم لوگوں میں خطاب کیا، جس میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرمائی ہیں اُنہیں یاد رکھو۔ اگر تم غور سے دیکھو تو تمہیں بھی وہ سیاہ، سُرخ، سبز اور سفید رنگ برنگی نعمتیں نظر آ جائیں گی جو مجھے نظر آ رہی ہیں اور گھروں میں بھی کتنی نعمتیں ہیں اور جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمان کے، جنت کے اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور حوروں کو سجایا جاتا ہے اور وہ زمین کی طرف جھانکتی ہیں (اور جب میدانِ جنگ میں مسلمان صفیں بناتے ہیں تو اُس وقت بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے) اور جب مُسلمان جنگ کی طرف متوجہ ہو کر آگے بڑھتا ہے تو وہ حوریں کہتی ہیں اے اللہ! اس کو جما دے۔ اے اللہ! اس کی مدد فرما اور جب کوئی پشت پھیر کر میدان سے بھاگتا ہے تو وہ حوریں اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ لٰہذا تم دشمن کے چہروں پر پورے زور سے حملہ کرو۔

میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں جب کوئی آگے بڑھتے ہوئے زخمی ہو کر گرتا ہے تو خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی اُس کے گناہ ایسے گِر جاتے ہیں جیسے خزاں میں درختوں کے پتے گرتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی دو حوریں اُتر کر اس کے پاس آتی ہیں اور اس کے چہرے سے گرد و غبار صاف کرتی ہیں۔ وہ ان دونوں سے کہتا ہے میں تم دونوں کے لئے ہوں۔ وہ کہتی ہیں نہیں ہم دونوں آپ کے لئے ہیں اور اُسے ایسے جوڑے پہنائے جاتے ہیں کہ اگر انہیں اکٹھا کر کے میری ان دو انگلیوں (درمیانی اور شہادت کی اُنگلی) کے درمیان رکھا جائے تو وہ باریکی اور لطافت کی وجہ سے سارے ان کے درمیان آ جائیں اور وہ بنی آدمؑ کے بُنے ہوئے نہیں ہیں بلکہ جنت کے

کپڑوں میں سے ہیں۔ تم لوگوں کے نام، نشانیاں، حلیے، تنہائی کی باتیں اور مجلسیں سب چیزیں اللہ کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔

جب قیامت کا دِن آئے گا تو کسی سے کہا جائے گا، اے فلانے! یہ تیرا نُور ہے اور کسی سے کہا جائے گا اے فلانے! تیرے لئے کوئی نور نہیں ہے اور جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے ایسے ہی جہنم کا بھی ساحل ہے وہاں کیڑے مکوڑے، حشرات الارض اور کھجور کے درخت جتنے لمبے سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہیں۔

جب جہنم والے اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا جہنم کا عذاب ہلکا کر دیا جائے تو اُن سے کہا جائے گا کہ جہنّم سے نکل کر ساحل پر چلے جاؤ وہ نکل کر وہاں آئیں گے تو وہ کیڑے مکوڑے حشرات الارض اُن کے ہونٹوں، چہروں اور دوسرے اعضاء کو پکڑ لیں گے اور انہیں نوچ کھائیں گے تو اب وہ یہ فریاد کرنے لگیں گے کہ ہمیں ان سے چُھڑایا جائے اور جہنم میں واپس جانے دیا جائے اور جہنم والوں پر خارش کا عذاب بھی مسلّط کیا جائے گا اور جہنّمی اتنا کھجائے گا کہ اُس کی ہڈی ننگی ہو جائے گی۔ فرشتہ کہے گا اے فلانے! کیا تجھے اس خارش سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا ہاں۔ فرشتہ کہے گا تو جو مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتا تھا یہ اس کے بدلہ میں ہے۔'' (الحاکم)

خطاب حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ

اسلام کی دیوار عدل وانصاف ہے:

حضرت سعید بن سُوید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عُمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں

سے تھے اور حمص کے گورنر تھے۔ وہ منبر پر فرمایا کرتے تھے:

''غور سے سنو! اسلام کی ایک مضبوط دیوار ہے اور اس کا ایک مضبوط دروازہ ہے۔ اسلام کی دیوار عدل وانصاف ہے اور اس کا دروازہ حق ہے لہٰذا جب دیوار توڑی جائے گی اور دروازے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے تو اِسلام مفتوح ہو جائے گا اور جب تک سلطان قوی ہوگا۔ اسلام مضبوط رہے گا اور سلطان کی قوت تلوار سے قتل کرنے یا کوڑے مارنے سے نہیں ہے بلکہ حق کے فیصلے کرنے اور عدل وانصاف کرنے سے ہے۔'' (ابن سعد)

خطاب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سعد بن عبید القاری رضی اللہ عنہ

ہمارا کفن کیا ہوگا؟

حضرت سعد بن عبید القاری رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں خطاب کیا تو ارشاد فرمایا:

''کل دُشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہوگی اور کل ہم شہید ہو جائیں گے، لہٰذا ہمارے جسم پر جو خون لگا ہوا ہوگا اُسے مت دھونا اور ہمارے جسم پر جو کپڑے ہوں گے وہی ہمارا کفن ہوں گے۔'' (ابن سعد)

خطاب حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

تم لوگ جنتی ہو:

حضرت سَلمہ بن سَبرہؒ کہتے ہیں کہ ملک شام میں حضرت مُعاذ بن جَبل رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں میں خطاب کیا تو ارشاد فرمایا:

''تم لوگ ایمان والے ہو، تم لوگ جنتی ہو اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ تم

لوگوں نے روم وفارس کے جن لوگوں کو قیدی بنالیا ہے اللہ انہیں بھی جنت میں داخل کرے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی جب تمہارا کوئی کام کر دیتا ہے تو تم شکریہ میں اُسے یہ تعریفی اور دُعائیہ کلمات کہتے ہو تم نے اچھا کیا۔ تم پر اللہ رحم فرمائے۔ تم نے اچھا کیا تم کو اللہ برکت عطا فرمائے (تمہاری ان دعاؤں کی برکت سے اللہ انہیں ایمان دے کر جنت میں داخل کر دے گا)

پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهٖ.

(سورۃ شوریٰ:۲۶)

ترجمہ: ”اور (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ (ثواب) دیتا ہے۔“

خطاب حضرت ابوالدّرداء رضی اللہ عنہ

رب کہے گا علم پر کیا عمل کیا؟

حضرت حوشب فرازیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالدّرداء رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطاب فرماتے ہوئے سنا کہ

”میں اس دن سے بہت ڈرتا ہوں جس دن میرا رب مجھے پکار کر کہے گا اے عویمر! میں کہوں گا لبیک۔ پھر میرا رب کہے گا تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ اللہ کی کتاب کی وہ آیت بھی آئے گی جو کسی بُرے عمل سے روکنے والی ہے اور وہ آیت بھی آئے گی جو کسی نیک عمل کا حکم دینے والی ہے اور ہر آیت مجھ سے اپنے حق کا مطالبہ کرے گی۔ اب اگر میں نے اس نیک عمل کو نہیں کیا

ہوگا تو وہ حکم دینے والی آیت میرے خلاف گواہی دے گی اور اگر میں نے اس بُرے کام کو نہیں چھوڑا ہوگا تو وہ روکنے والی آیت میرے خلاف گواہی دے گی۔اب بتاؤ میں کیسے چھوٹ سکتا ہوں۔'' (ابن عساکر)

ایک مسلمان کیلئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ضروری عقائد:

عقیدہ نمبر۱: رسول خدا ﷺ کی صحبت بہت بڑی چیز ہے اس امت میں صحابۂ کرام کا رتبہ سب سے بڑا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی جس کو رسول خدا ﷺ کی صحبت حاصل ہوگئی مابعد والوں میں بڑے سے بڑا بھی اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد غزوۂ بدر میں تین سو چودہ تھی اور حُدیبیہ میں پندرہ سو، فتح مکّہ میں دس ہزار، حنین میں بارہ ہزار، حجۃ الوداع یعنی آنحضرت ﷺ کے آخری حج میں چالیس ہزار، غزوۂ تبوک میں ستّر ہزار اور بوقت وفاتِ نبوی کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کتب حدیث میں روایات منقول ہیں ان کی تعداد ساڑھے سات ہزار ہے۔

عقیدہ نمبر۲: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مہاجرین رضی اللہ عنہم وانصار رضی اللہ عنہم کا مرتبہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہے اور مہاجرین رضی اللہ عنہم وانصار رضی اللہ عنہم میں اہل حدیبیہ کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے اور اہل حدیبیہ میں اہل بدر اور اہل بدر میں چاروں خلفاء کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔ چاروں خلفاء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سب سے فائق ہے۔

فائدہ: مہاجرین رضی اللہ عنہم ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہتے ہیں کہ جنہوں نے خدا اور رسول کے لئے اپنے وطن مکہ معظّمہ کو چھوڑ دیا جن کی مجموعی تعداد ایک سو چودہ تھی۔ اور انصار رضی اللہ عنہم ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کہتے ہیں کہ جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کو اور مہاجرین رضی اللہ عنہم کو اپنے شہر میں جگہ دی اور ہر طرح کی مدد کی۔

عقیدہ نمبر۳: چاروں خلفاء کا افضلِ امت ہونا خلافت کی وجہ سے نہیں ہے۔ اگر

بالفرض بجائے ان کے دوسرے حضرات خلافت کے لئے منتخب ہوجاتے تو بھی یہ حضرات افضل امت مانے جاتے۔

عقیدہ نمبر۴: خلیفۂ رسول ﷺ مثل رسول ﷺ کے معصوم نہیں ہوتا، نہ اس کی اطاعت ہر کام میں مثل رسول ﷺ کی اطاعت کے واجب ہوتی ہے۔ بالفرض کوئی خلیفہ سہواً یا عمداً کوئی حکم شریعت کے خلاف دے تو اس حکم میں اس کی اطاعت نہ کی جائے گی۔ عصمت خاصۂ نبوت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو معصوم ماننا عقیدہ نبوت کے خلاف ہے۔

عقیدہ نمبر۵: خلیفۂ رسول ﷺ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ دین میں نئے احکام دے نہ اس کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا صرف یہ کام ہے کہ قرآن وحدیث پر لوگوں کو عمل کرائے، احکامِ شرعیہ کو نافذ کرے اور انتظامی امور کو سرانجام دے۔

عقیدہ نمبر۶: خلیفۂ رسول ﷺ کا مقرر کرنا خدا کے ذمہ نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ جس طرح امام نماز کا مقرر کرنا مقتدیوں کے ذمہ ہوتا ہے۔

فائدہ: اہل سنت وجماعت جو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کو منجانب اللہ مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم مہاجرین میں سے ہیں اور مہاجرین رضی اللہ عنہم میں اہلیت خلافت کا ہونا اور جو ان میں سے خلیفہ ہوجائے اس کی خلافت کا پسندیدہ خدا ہونا قرآن مجید میں وارد ہوچکا ہے (دیکھئے ہمارا رسالہ تفسیر آیت تمکین)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا تینوں خلفاء کی خلافت کو منصوص کہنا بایں معنیٰ نہیں ہے کہ خدا یا رسول نے ان کو خلیفہ کردیا تھا بلکہ بایں معنیٰ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت دینے کا وعدہ فرمایا اور خلیفۂ موعود کے متعلق کچھ علامات اور کچھ پیشین گوئیاں ارشاد فرمائیں جو ان تینوں خلافتوں کے نہ ماننے کے بعد ان آیتوں کو صادق ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں علیٰ ہذا احادیث نبویہ میں بھی ان تینوں خلفاء کے متعلق پیشین

گوئیاں بہت ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق توان پیشین گوئیوں وغیرہ کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ان کو اپنی آخری بیماری میں اپنی جگہ پر امام نماز بنادیا تھا۔

عقیدہ نمبر ۷: رسول خدا ﷺ کی ازواج مطہرات گیارہ تھیں (۱) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (۲) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، ان دونوں کی وفات آپ ﷺ کے سامنے ہی ہوگئی تھی۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، (۴) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، (۵) حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا، (۶) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، (۷) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا، (۸) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، (۹) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، (۱۰) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، (۱۱) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، یہ سب بیبیاں خدا اور رسول کی برگزیدہ اور تمام ایمان والوں کی مائیں تھیں اور سارے جہان کی ایمان والی عورتوں سے افضل تھیں اور ان میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رتبہ زیادہ ہے۔

عقیدہ نمبر ۸: رسول خدا ﷺ کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ (۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا جن کا نکاح حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، (۳) حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ یہ چاروں صاحبزادیاں بڑی برگزیدہ اور صاحبِ فضائل تھیں ان چاروں میں حضرت فاطمہؓ کا رتبہ سب سے زیادہ ہے۔ وہ اپنی ماؤں کے سوا تمام جنتی بیبیوں کی سردار تھیں۔

فائدہ: رسول خدا ﷺ کی صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کہنا نصِ قرآنی کے خلاف ہے۔ (قوله تعالیٰ: یا ایها النبی قل لازواجک وبناتک اے نبی! اپنی

بیبیوں اور بیٹیوں سے کہہ دیجئے۔ جمع کا صیغہ ارشاد فرمایا جو عربی زبان میں تین سے کم پر نہیں بولا جاتا۔)

عقیدہ نمبر۹: آنحضرت ﷺ کے دس چچاؤں میں سے صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔ ان دونوں کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ خصوصیت کے ساتھ زیادہ ہے ان کو رسول خدا ﷺ نے (بعض لوگ ناواقفیت یا بے توجہی سے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے کوئی خاص لقب کسی کو دیا ہو وہ اسی کے ساتھ مخصوص رہنا چاہئے۔) سید الشہداء کا خطاب دیا تھا۔ جب کہ وہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور آپ کی پانچ پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مشرف باسلام ہوئیں۔

عقیدہ نمبر۱۰: مہاجرین رضی اللہ عنہم وانصار رضی اللہ عنہم بالخصوص اہل حدیبیہ باہم رنجش وعداوت بیان کرنا افترا اور بے دینی ہے۔ قرآن مجید کی نصوص صریحہ (اہل حدیبیہ کے حق میں ارشاد خداوندی ہے کہ **رحماء بینھم** یعنی وہ باہم مہربان ہیں) اور عموماً مہاجرین اور انصار کے حق میں ہے **فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا** یعنی اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ پس خدا کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

عقیدہ نمبر۱۱: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات یعنی ان کے باہمی جھگڑوں کا بیان کرنا حرام ہے مگر بہ ضرورت شرعی وبہ نیت نیک اور جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں باہم کوئی جھگڑا ہوا ہو ہمیں دونوں فریق سے حسن ظن رکھنا اور دونوں کا ادب کرنا لازم ہے۔ جس طرح (مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے درمیان میں ایک ایسی بات ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچے، اس واقعہ کا ذکر قرآن شریف میں ہے، ہمارے لئے دونوں واجب التعظیم ہیں۔ نصِ

قرآنی ہے کہ: لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ. خدا کے رسولوں میں ہم تفرقہ نہیں کرتے۔) دو پیغمبروں کے درمیان اگر کوئی بات اس قسم کی ہو جائے تو ہم کسی کو بُرا نہیں کہہ سکتے بلکہ دونوں پر ایمان لانا بنصِ قرآنی ہم پر فرض ہے۔

فائدہ: حضرتِ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں دو خانہ جنگیاں پیش آئیں اوّل جنگ جمل جس میں ایک جانب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری جانب اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کے ساتھ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ دونوں جانب اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، مگر یہ لڑائی دھوکہ میں چند مفسدوں کی حیلہ سازی سے پیش آگئی ورنہ ان میں باہم نہ رنجش تھی نہ آپس لڑنا چاہتے تھے۔

مفسدوں کی فتنہ پر درازی ہوئی
باعثِ خونزیری جنگِ جمل
ورنہ شیرِ حق سے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ
چاہتے ہرگز نہ تھے جنگ وجدل

اس لڑائی میں ہر فریق سے دوسرے کے فضائل منقول ہیں جیسا کہ اسی کتاب میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں انشاء اللہ بیان ہوگا۔

دوم: جنگ صفین جس میں ایک جانب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لڑائی کے متعلق اہل سنت کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے باغی اور خاطی مگر اس خطا پر ان کو بُرا کہنا جائز نہیں کیونکہ وہ بھی صحابی ہیں صاحب فضائل ہیں اور ان کی یہ خطا غلط فہمی کی وجہ تھی اور غلط فہمی کے اسباب موجود تھے۔ ایسی خطا کو خطائے اجتہادی کہتے ہیں جس پر عقلاً وشرعاً کسی طرح مواخذہ نہیں کرسکتا۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں:

باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے اصحاب آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبِ فضیلت جلیلہ درزمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم زینہار درحق سوءظن نہ کنی ودرورطۂ سبِ اُونیفتی تامرتکب حرام نہ شوی۔

''جاننا چاہئے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے اور زمرۂ صحابہ میں بڑی فضیلت والے تھے خبردار ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا، اوران کی بدگوئی میں پڑکرفعل حرام کے مرتکب نہ بننا۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابتداء تو باغی تھے مگر حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی صلح وبیعت کے بعد وہ بلاشبہ خلیفۂ برحق ہوگئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہماری کتاب ترجمہ تطہیر انجان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ اس مرض کے لئے شفاء بے کامل ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۲: صحابۂ کرام خصوصاً مہاجرین رضی اللہ عنہ وانصار رضی اللہ عنہ سے بدگمانی رکھنا اُن کو بُرا کہنا قرآن مجید کی صریح مخالفت اور شریعت الٰہیہ کی کھلی ہوئی بغاوت ہے ایسے شخص کے حق میں کفر کا اندیشہ ہے۔

فائدہ: فرقہ روافض جو تمام صحابۂ کرام حتیٰ کہ مہاجرین رضی اللہ عنہ وانصار رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کرتا ہے اور ہجرت ونصرت کو فضیلت کی چیز نہیں کہتا تو یہ صریح خلاف ورزی قرآن مجید (ہمارا رسالہ تفسیر آیات مدح مہاجرین رضی اللہ عنہ دیکھئے جس میں دس آیات قرآنیہ کی تفسیر ہے۔اس سے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف میں کیسے عظیم الشان فضائل مہاجرین رضی اللہ عنہ وانصار رضی اللہ عنہ کے ہیں اور کس صراحہ کیا تھیں) کی ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دلائل نبوت (قرآن شریف کے کتاب اللہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور

دلائل نبوت کے چشم دید گواہ صحابہ کرام خصوصاً مہاجرین رضی اللہ عنہ وانصار رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھیں نے اور ان کے تابعین نے تمام دنیا کے سامنے اس بات کی عینی شہادت دی کہ یہ قرآن وہی کتاب ہے جس کو آنحضرت ﷺ کتاب اللہ فرماتے تھے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کے اعلان نبوت کو ہم نے اپنے کانوں سے سُنا اور آپ کے معجزات اور دلائل نبوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ظاہر ہے کہ جب کسی واقعہ کے چشم دید گواہ مجروح کر دیئے جائیں تو واقعہ مشکوک بلکہ واجب التکذیب ہوجاتا ہے۔) ہوجائیں گے لیکن اس بنا پر ان کو کافر کہنا خلافِ احتیاط ہے۔ اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ جب تک صریح انکار ضروریات دین کا نہ ہواس وقت تک کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا چاہیے امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں **لا نکفر احد من اھل القبلۃ** یعنی ہم اہل قبلہ (اہل قبلہ کا یہ مطلب نہیں کہ قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے یا کعبہ کا قبلہ ہونا مان لے یہ بات تو کفار مکہ میں موجود تھی بلکہ اہل قبلہ کا مطلب یہ ہے کہ اس قبلہ کی جوملت ہے اس ملّت کی تمام ضروریات کو مانتا ہو جیسا کہ ملا علی قاری مکیؒ نے شرح فقہ اکبر میں تصریح فرمائی ہے) میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

روافض کا کفر اس بنیاد پر قطعی ہے کہ وہ قرآن مجید کی تحریف (ہماری کتاب تنبیہ الحائرین اور اول من المائتین دیکھو اس میں یہ مسئلہ مفصل ملے گا کہ کتب شیعہ میں زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی ہیں اور کوئی شیعہ آج تک منکر تحریف نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے گنتی کے چار شخص ان میں منکر تحریف کہے جاتے ہیں مگر ان کا انکار از راہ تقیہ ہے) کے قائل ہیں اور یہ بارہ عقیدہ جو بیان کئے گئے اہل سنت وجماعت کے لئے نہایت ضروری ہیں ان میں سے اکثر وبیشتر عقیدے وہ ہیں جن کا مآخذ قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پاک عقائد پر استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

ماخوذ: از سیرت خلفائے راشدینؓ

امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

تمت

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امت کا وہ بہترین طبقہ ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا، صحبتِ نبوت اور اخلاصِ کامل کی بناء پر یہ حضرات اس مقام پر فائز تھے کہ ان کا معمولی عمل بھی دوسرے لوگوں کی سالہا سال عبادت پر بھاری تھا۔ صحابۂ کرامؓ سے محبت وعقیدت ایمان کی علامت اور ان کی شان میں بے ادبی وگستاخی کفر ونفاق ہے، صحابہؓ کے اقوال واعمال پوری امت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''خطباتِ صحابۂ کرامؓ'' میں مولانا حسین احمد توحیدی صاحب نے حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابۂ کرامؓ کے خطبات کو جمع کر دیا ہے خطبات مختصر اور جامع ہونے کے ساتھ ساتھ رُشد وہدایت کا خزینہ اور علم وحکمت کا گنجینہ ہیں غرض زندگیوں کا رخ بدلنے کے لئے کافی ووافی مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہؓ کی محبت اور ان کی تعلیمات سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

خطباتِ صحابۂ کرامؓ